قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 26دسمبر 2020ء | 09 جمادی الاولیٰ 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:306

ارشاد باری تعالیٰ

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ

(سورۃ آل عمران:39)

اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اے اللہ تو ابوھریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں اور مَیں انہیں دعوت اسلام دیا کرتا تھا۔جب ایک دن میں نے انہیں پیغام حق پہنچایا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض ایسی باتیں کیں جو مجھے ناگوار گزریں تو مَیں روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مَیں اپنی والدہ کو دعوت اسلام دیا کرتا تھا اور وہ انکار کر دیتی تھیں ۔ اور آج جب میں نے انہیں یہ دعوت دی تو انہوں نے آپؐ کے بارہ میں مجھے ایسی باتیں سنائیں جو مجھے ناپسند ہیں ۔ آپؐ دعا کریں کہ اللہ ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دیدے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: ''اَللّٰھُمَّ اھْدِ أمّ أبِی ھُرَیْرَۃَ'' کہ اے اللہ تو ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دیدے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی وجہ سے خوش خوش گھر کے لئے نکلا اور جب گھر کے دروازہ کے پاس پہنچا تو وہ بند تھا اور میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر کہا کہ اے ابوہریرہ! وہیں ٹھہرو۔ اسی اثناء میں مَیں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے غسل کیا، کپڑے بدلے اور دوپٹہ اوڑھ کر دروازہ کھولا اور کہا: اے ابوہریرہ! اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(صحیح مسلم۔کتاب فضائل صحابہ۔ باب من فضائل ابی ہریرہ...)

فرمان خلیفہ وقت

ہمیشہ بچوں کے نیک صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:-

''یہ کیسی لطیف دعا ہے اور کس طرح دعا کے چاروں کونے اس میں پورے کر دئے گئے ہیں۔ اِس دعا کو اگر ہم اپنے الفاظ میں بیان کریں تو اس کی یہ صورت ہوگی کہ:''اے میرے خدا! میرے اندرونی قویٰ مضمحل ہو گئے ہیں، میرا بیرونی چہرہ مسخ ہوگیا ہے، مَیں ہمیشہ سے ہی تیرے الطاف خسروانہ کا عادی ہوں۔ اس لئے مایوسیاں اور ناکامیاں مَیں نے کبھی دیکھی نہیں۔ ناز کرنے کی عادت مجھ میں پیدا ہوچکی ہے۔ رشتہ دار میرے بُرے اور موت کے بعد گدّی سنبھالنے کے منتظر۔ بیوی میری بیکار۔ ان سب وجوہ کے ساتھ مَیں مانگنے آیا ہوں اور کیا مانگنے آیا ہوں۔ یہ مانگنے آیا ہوں کہ اے میرے خدا! تُو مجھے بیٹا دے۔ ایسا بیٹا دے جو میرا ہم خیال اور دوست ہو، ایسا بیٹا دے جو میرے بعد تک زندہ رہنے والا اور میرے خاندان کو سنبھالنے والا ہو اور ایسا بیٹا دے جو میرے اخلاق اور آل یعقوب کے اخلاق کو پیش کرنے والا ہو، گویا صرف میرے نام کو ہی زندہ نہ کرے بلکہ اپنے دادوں پردادوں کے نام کو بھی زندہ کر دے اور پھر وہ انسانوں ہی کے لئے باعثِ خوشی نہ ہو، بلکہ اے میرے ربّ! وہ تیرے لئے بھی باعثِ خوشی ہو۔''

(تفسیر کبیر جلد پنجم۔صفحہ ۱۲۵)

اب یہ دعا ایسی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے اور ہر ایک کا دل چاہتا ہے کہ کرے اور صالح اولاد ہو اور پھر بچوں کی پیدائش کے وقت بھی اور پیدائش کے بعد بھی ہمیشہ بچوں کے نیک صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔ اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور نصیحت ہے۔ یہاں مَیں ضمناً ذکر کر دوں۔ گو ضمناً ہے مگر میرے نزدیک اس کا ایک حصہ ہی ہے کہ اگر والدین کی دعا اپنے بچوں کے لئے اچھے رنگ میں پوری ہوتی ہے تو وہاں ایسے بچے جو والدین کے اطاعت گزار نہ ہوں ان کے حق میں برے رنگ میں بھی پوری ہوسکتی ہے۔تو ماں باپ کی ایسی دعا سے ڈرنا بھی چاہئے۔بعض بچے جائیداد یا کسی معاملہ میں والدین کے سامنے بے حیائی سے کھڑے ہوجاتے ہیں۔مختلف لوگ لکھتے رہتے ہیں اس لئے یہ عجیب خوفناک بقیہ صفحہ 13 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

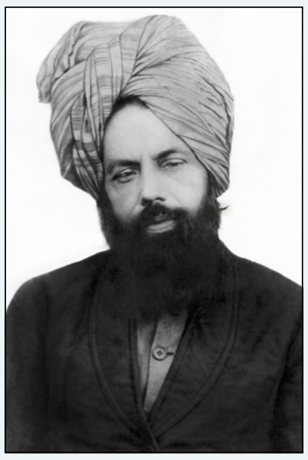

قرآنی دعا: میرے بیوی بچوں کی بھی اِصلاح فرما

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

''مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں۔ محبت دنیا ان سے کراتی ہے۔ خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان:۷۵) پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور ملِک ہے، وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تُو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں۔ مَیں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہوجائے جو اس جائداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہوجائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو، یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے ...

پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش، ہر قول وفعل، حرکت وسکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقعہ ہو مگر دراصل عبادت ہوتی ہے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہوجاتی ہے۔''

(البدر ۸ مارچ ۱۹۰۴ء،ملفوظات جلد سوم۔صفحہ ۵۷۸، ۵۷۹) بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- جلسہ سالانہ ربوہ کی یاد میں(منظوم)
- ہمارے جلسہ ہائے سالانہ
- جماعت احمدیہ کے پہلے دو جلسے اور مستقل نظام
- جلسہ سالانہ اور خدائی نصرتوں کے ایمان افروز نظارے

دربارِ خلافت

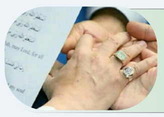

عشق و محبت کی جو تعلیم اور جو مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کر گئے ہیں ان کا کوئی مقابلہ کر ہی نہیں سکتا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس وقت جو واقعہ مَیں بتا رہا ہوں یہ 1927ء میں ایک رسالہ ’ورتمان‘ نے ایک مضمون لکھا تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کے متعلق بڑی بیہودہ گوئیاں کی تھیں۔فضول باتیں گندی غلیظ قسم کی۔ تو اس وقت مسلمانوں میں جوش اور غیض غضب بھی تھا لیکن اس کو صحیح راستے پر چلانے والا کوئی نہیں تھا۔ اس وقت تمام مسلمانوں کو توجہ دلانے اور مسلمان لیڈروں کو اکٹھا کر کے اس سلسلہ میں کوشش کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے انتھک محنت کی، اور مشورے دیئے۔مسلمانوں کو بتایا کہ جلسہ سے یا تقریروں سے یا بائیکاٹوں سے یا جلوسوں سے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ عملی ٹھوس قدم اٹھانے ہوں گے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تبلیغ کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ بہرحال یہ ایک لمبی تفصیل ہے۔ آپ کی کوششوں سے بہت سے عملی اقدامات ہوئے۔ عدالت میں پیش ہونے کے لئے عدالت میں یہ کیس بھی چلا اور پیش ہونے کے لئے چوٹی کے مسلمان وکلاء کی جو کمیٹی تھی انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس معاملے کو اگر کوئی احسن طریق پر اچھے رنگ میں عدالت میں پیش کر سکتا ہے تو وہ چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب ہی ہیں۔ چنانچہ وہ پیش ہوئے اور ان کی کوششوں کو بڑا سراہا گیا اخباروں میں بھی۔ اور اخباروں نے اس کا اظہار بھی کیا۔ تو اس ساری کوشش کا ذکر اس وقت 23؍ستمبر 1927ء کی مشرق اخبار نے اس طرح لکھا کہ:

’’یہ واقعہ ہے اس پر کوئی پردہ نہیں ڈال سکتا کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے صرف احمدی جماعت ہی اس بات کا دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس نے فتنہ ارتداد کا مقابلہ بر حیثیت اچھا کیا اور خوب کیا اور اس سے زیادہ بہتر اور صحیح طریق پر ناموس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے جہاد اکبر بھی کسی دوسری جماعت نے نہیں کیا۔فرداً من الافراد کا ذکر نہیں۔ کیونکہ حضرت خواجہ حسن نظامی اپنی ذات خاص سے کیا کچھ نہیں کرتے ہیں‘‘۔ ان کا ذکر چھوڑو، چند ایک نے اگر کیا تو۔ کہتا ہے کہ ’’یورپ اور افریقہ اور امریکہ میں جو خدمات اسلام یہ جماعتیں کر رہی ہیں ان کا ذکر بے سود ہے۔ ہندوستان میں بھی جو کام ہو رہا ہے اور جیسا ایثار اور ہمت بلکہ اولوالعزمی یہ لوگ دکھا رہے ہیں باعث صد ہزار ممنونیت قوم مسلمہ ہے۔ حال میں صوبہ متوسط کے دارالصدر ناگپور میں اس جماعت کے ایک فرد واحد نے جو ثبوت اپنی ہمت و ایثار کا دیا ہے اس کی مفصّل کیفیت الفضل قادیان نے 17؍اگست کو لکھی ہے۔ ایک صاحب ایثار کی کوششیں اور ہمت کا یہ نتیجہ نکلا کہ جلسہ ہوا اور بارش بہت زور شور سے ہوتی رہی۔ پانی میں سب بھیگتے رہے۔جن کے پاس چھتریاں تھیں چھتریاں اتار دیں اور ریزولیوشن پیش کئے، پاس کئے، تقریریں کیں اور ثابت کر دیا کہ مسلمان اپنے پیشوا اور اپنے امام جماعت کے حکم کی تعمیل میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور اس موقعہ پر قابل تحسین تمام فرقوں کے مسلمان ہیں جنہوں نے اختلاف کو چھوڑ کر خدا کے حکم پر تمسک کیا‘‘، یعنی اکٹھے ہو گئے ’’اور رہنمائے اسلام امین کامل صادق پاکباز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ناموس کی حفاظت کے لئے ایک مرکز پر جمع ہو گئے اور یہی خدا کا حکم ہے۔قرآن پاک میں برابر اس کی تاکید مسلمانوں کو ہے کہ تفرقہ نہ پیدا کرو۔ فرقہ بندی کو چھوڑ دو اور سب ایک ہو جاؤ گے تو غیر مسلم فرقے تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے‘‘۔ لیکن آج کل اس کے بالکل الٹ کرتے ہیں سارے۔

پھر آگے لکھتا ہے کہ ’’ہم جماعت احمدیہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ سچا کام خدمت اسلام کا انجام دے رہی ہے اور اس وقت ہندوستان میں کوئی جماعت اتنا اچھا اور ٹھوس کام نہیں کرتی کہ وہ ہر موقع پر مسلمانوں کو حفاظت اسلام اور بقائے اسلام کے لئے توجہ دلاتی رہتی ہو۔ باوجود اختلافِ عقائد کے ہمارے دل پر اس جماعت کی خدمات کا گہرا اثر ہے۔ اور آج سے نہیں جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے زمانہ سے اِس وقت تک ہم نے کبھی اس کے خلاف کوئی حرف زبان اور قلم سے نہیں نکالا۔‘‘

(اخبار مشرق یکم ستمبر 1927ء بحوالہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات صفحہ 58-57 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 608)

تو یہ تھی ان لوگوں کی شرافت لیکن آج کل کی شرافت گونگی ہے۔ گھروں میں بیٹھ کے بات کر لیں گے باہر نکل کے نہیں کر سکتے۔ تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور آپ کے لئے غیرت کی ایک مثال ہے جو اسی تعلیم کا نتیجہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہے جو غیروں کو بھی نظر آ رہی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ صرف بات یہ ہے کہ اب اکثر سے شرافت اٹھ گئی ہے۔ اگر شرافت ہو تو آج بھی جو خدماتِ اسلام اور جو کوشش آنحضرت ﷺ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کر رہی ہے اس کو سمجھتے ہوئے جماعت احمدیہ کی

بقیہ صفحہ 4 پر

جلسہ سالانہ ربوہ کی یاد میں

نئے اک موڑ پہ لوگو!! ہمیں تقدیر لاتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
مہاجر ہم ہوئے یارو!! کہ ہجرت رنگ لاتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
وہ جلسے کے سہانے دن وہ عرفاں کی حسیں راتیں،
وہ مہمانوں کی آمد تھی، وہ کتنی تھیں ثمیں راتیں،
دسمبر کی ہوا آ کے وہ لمحے دوہراتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
وہ جو انجان ہوتے تھے، کہاں انجان ہوتے تھے،
یہاں بچھتی پرالی تھی، یہاں مہمان ہوتے تھے،
وہ دن پھر لوٹ آئیں گے، تمنا مسکراتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
پھر اخلاص و محبت میں وہ دنیا کا چلے آنا،
پھر آقا سے ملاقاتیں پھر آنے کا ثمر پانا،
محبت تھی، محبت ہے، یہ اک آواز آتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
وہ ہم سے پھر مخاطب ہیں، وہی پر کیف عالم ہے،
دسمبر کے مہینے کا دھندلکا کتنا ظالم ہے،
کبھی صورت دکھائی دے، کبھی رک رک سی جاتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
خدا کی حمد کے دل نے ترانے خوب گائے ہیں،
کہ اس نے دور درشن سے ہمیں آقا دکھائے ہیں
بھلائے دل نہیں بھولے کہ اتنی یاد آتی ہے,
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
اسی کے فضل سے جشن بہاراں ہم منائیں گے،
گلی کوچوں محلوں کو چراغاں سے سجائیں گے،
مگر ان کے گھروں میں تو دیا ہے اور نہ باتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
ہمیں جو آگہی حاصل، انہیں اٹکل پہ چارہ ہے،
نشاں دے کر ہمیں سارے، انہیں بے موت مارا ہے،
یقیں محکم ہمیں حاصل، وہاں سب بے ثباتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
دلوں میں موجزن دیکھو!! سونامی ہی سونامی ہیں،
ترے در پر رؤوسا بھی طلبگار غلامی ہیں،
یہیں پہ نبض چلتی ہے، یہیں پہ سانس آتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
ستارے ٹمٹماتے ہیں، وہ جب جب یاد آتا ہے،
دلوں کے پار اے جاناں!! جونہی وہ مسکراتا ہے،
کوئی قوس قزح جیسے اچانک جھلملاتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے
خداوندا !! انہیں اپنی اماں میں تو سدا رکھنا!!!
فرشتوں سے حفاظت کا تو اس پہ دائرہ رکھنا!!!
اسے تو خود ہنساتا ہے جسے دنیا رلاتی ہے،
افق پر اک افق ہم کو یہیں قسمت دکھاتی ہے

اداریہ

ہمارے جلسہ ہائے سالانہ

دینی و روحانی جماعتوں میں بعض دن اور بعض مہینے تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔جن میں وہ اپنی تاریخ دہرانے کے لئے اور اپنے ایمانوں کو جلا بخشنے کے لئے کسی ایک مقام پر اکٹھے ہوتے ہیں۔جماعت احمدیہ میں ماہ دسمبر ہماری سانسوں کو مہکانے اور روحوں کو گرمانے کا مہینہ ہے۔آج سے 129سال قبل 1891ء میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی جو ایک دو سال کے تعطل کے ساتھ باقاعدگی سے مرکز احمدیت قادیان میں منعقد ہو رہا ہے۔1947ء میں پاکستان ہجرت کر جانے کے بعد پہلے لاہور اور پھر مرکز ربوہ میں یہ جلسہ منعقد ہونے لگا۔1984ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے بندش کی وجہ سے 1983ء تک ربوہ میں جلسہ سالانہ منعقد ہوتا رہا۔چونکہ اس کی بنیادی اینٹ خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی تھی اور اس کے پھیلاؤ اور وسعتیں دینے کا وعدہ خود خدا نے دے رکھا تھا اس لئے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے لندن ہجرت کرنے کے بعد یہ سلسلہ بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگا اور اب خلافت خامسہ کے دور میں بفضل اللہ تعالیٰ دنیا بھر کی 100کے قریب بڑی بڑی جماعتیں اپنے ممالک میں بڑی شان اور آن بان سے جلسے منعقد کرتی ہیں۔جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے قائم شدہ لنگر کا ایک حصہ کھلتا ہے۔اب یہ جلسے وہ عالمی حیثیت اختیار کر چکے ہیں کہ

1۔بعض جلسوں میں خلیفۃ المسیح خود بنفس نفیس رونق افروز ہو کر برکت بخشتے ہیں۔

2۔بعض جلسوں پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ یو۔کے میں موجود رہ کر MTA کے ذریعہ جلسہ میں شرکت فرماتے اور اپنے خطاب سے نوازتے ہیں۔جیسے قادیان کے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کو یو۔کے سے براہ راست خطاب ہوتا ہے۔اور یوں قادیان والے یو۔کے کے باسیوں کو ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ دیکھتے اور یو۔کے میں موجود دوست قادیان کے جلسہ کے نظارے کر رہے ہوتے ہیں۔اور یوں آنحضور ﷺ کی وہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہوتی ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب مشرق کے لوگ مغرب والوں کو اور مغرب کے لوگ مشرق والوں کو براہ راست دیکھ سکیں گے۔

ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں احمدی احباب اپنے اپنے گھروں میں ہی اپنے کمرہ استراحت سے ٹی وی لاؤنج تک سفر اختیار کر کے ان دعاؤں کے وارث بنتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ان جلسوں میں شریک ہونے والوں کے لئے کر رکھی ہیں۔آپ خدا کے حضور عرض کرتے ہیں:

”میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔آمین ثم آمین“

(اشتہار 7دسمبر 1892ء)

قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اس حد تک تیز ہو چکے ہیں کہ ہم دنیا کی ہر قسم کی خبر کو لمحوں میں سن اور دیکھ پاتے ہیں۔دنیا بھر میں بعض جگہوں پر ایسے جلسے بھی ہو رہے ہوتے ہیں جن میں درج بالا دونوں امور نہیں ہوتے مگر ہم الیکٹرانک میڈیا یا پرنٹ میڈیا کے ذریعہ اس کی جھلکیوں سے مستفید ہو پاتے ہیں۔جیسے ایم۔ٹی۔اے کی عالمی خبروں کے ذریعہ یا دوسرے عالمی ذرائع کے ذریعہ ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک موقع پر فرمایا تھا جو آج حقیقت ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔آپ فرماتے ہیں :

”امید ہے کہ چند سال کے اندر اندر ایک قادیان کا جلسہ اپنے ہم شکل جلسے پیدا کر دے گا کہ سوممالک سے زائد ویسے ہی جلسے ہوا کریں گے اور ہر ملک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لنگر جاری ہوگا“

(20جولائی 1990ء)

ان تمام عالمی جلسوں میں قادیان دارالامان کے جلسہ کو ایک خاص حیثیت حاصل ہے۔جہاں عجیب پر کیف روحانی مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں اور جس میں نہ صرف شاملین براہ راست علماء سلسلہ کی تقاریر،دینی و روحانی ماحول سے مستفیض ہو رہے ہوتے ہیں بلکہ ان مبارک و مقدس مقامات کی زیارت بھی کر کے اپنے آپ کو گرما رہے ہوتے ہیں۔راتوں کو بیت الدعا میں حاضر ہو کر دعا کرتے ہیں۔آتے جاتے بہشتی مقبرہ میں مزار مبارک حضرت مسیح موعود پر حاضری دیتے اور دعا کرتے ہیں نماز تہجد و دیگر نمازوں کی ادائیگی کے لئے مسجد مبارک،مسجد اقصیٰ کی طرف تیز قدم کے ساتھ آگے بڑھتے اور دیگر مقدس مقامات جیسے بیت الفکر، بیت الرضاعت، کمرہ پیدائش حضرت مسیح موعودؑ، کمرہ سرخ چھینٹوں والا اور منارۃ المسیح کی زیارت اور دعا کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور قادیان کی مبارک بستی کی گلی کوچوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں نے جو برکت بخشی ہے وہ باغ اور راستے بھی انتہائی بابرکت ہیں جہاں کی خاک نے وہ مقدس پاؤں چومے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کے چلنے پھرنے اور گھومنے سے بابرکت ہوئے۔اور ان کی فضائیں حضرت اقدسؑ کی مقدس سانسوں کی مہک سے رچ بس گئیں۔جلسہ سالانہ پر حاضر ہو کر ان گلی کوچوں میں گھوم کر قدم قدم برکت محسوس کرتے ہیں اور ان کی روحیں یہ پکار رہی ہوتی ہیں ۔

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اس راہ گزر سے

الغرض جو قافلہ 129سال قبل 75افراد سے شروع ہوا تھا اب وہ قافلہ 75 سے زائد ممالک میں پھیل چکا ہے۔جو بیج 130سال قبل بویا گیا تھا اب وہ تناور درخت بن چکا ہے۔بارش کا ایک قطرہ باران رحمت میں تبدیل ہو چکا ہے اور جو پھوار 129سال قبل 75افراد نے محسوس کی تھی اب وہ موسلا دھار بارش میں بدل چکی ہے اور دنیا بھر کے احمدی اس سے سیرابی حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس رحمت اور فضل کے شکر کا اب ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہم ان بابرکت دنوں کو ایم۔ٹی۔اے کے ساتھ باندھ دیں اور ہزاروں میل دور رہ کر بھی جسمانی اور مادی طور پر نہیں تو روحانی طور پر اس میں شامل ہوں اور اس کی برکات اور دعاؤں سے مستفیض ہوں۔

ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ ربوہ میں موٹر پر جلسہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ موٹر کی آواز سن کر جلسہ گاہ کی طرف جانے والے دوستوں کے قدموں میں تیزی آگئی اور بعض دوڑنے بھی لگے تا جلسہ گاہ جلد پہنچ جائیں۔جب یہ روحانی نظارہ حضرت مصلح موعودؓ نے دیکھا تو۔آپ نے یوں دعا کی کہ

”خدایا!جس طرح یہ (جلسہ گاہ) کی طرف برکتیں لینے کے لئے دوڑ رہے ہیں۔اسی طرح تیرا فضل بھی ان کی طرف دوڑ کر آئے“

(مصباح جنوری 1996ء)

پس یہ صحبت صالحین کا بھی ذریعہ ہے جس کی ہر مومن کو زندگی کے ہر حصہ پر ضرورت رہتی ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔جن میں پھرنے کا ہر مومن کو سبق ملتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ گلاب کی پتیاں اپنی اس زمین کو بھی خوشبودار کر دیتی ہیں جہاں وہ پودے سے گرتی ہیں۔اس جلسہ میں بھی علماء کرام کی تقاریر، مجالس عرفان اور درسوں میں گلاب کی پتیاں ہی گرتی دکھائی دیتی ہیں جس سے یہ ماحول خوشبودار ہو چکا ہے۔ان پتوں کی مہک سے ہر فرد کو خواہ وہ بنفس نفیس حاضر ہو یا ایم ٹی اے کے ذریعہ حاضری دے، حصہ پانا چاہئے۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز ایک ایسے شخص سے جس کے اعمال نامے میں زیادہ اچھے عمل نہ ہوں گے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تم فلاں شخص کی ملاقات کے لئے گئے تھے وہ کہے گا کہ ارادہ تو نہیں تھا ہاں راستہ میں مل گیا تھا اور ملاقات ہو گئی تھی۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”جا بہشت میں داخل ہو جا میں نے اس ملاقات کے صلہ میں تجھے بخش دیا“

سو اس جلسہ میں شمولیت نجانے کتنے لوگوں کی بخشش کا باعث بن جاتی ہے۔جہاں آج کے دور کے نمائندہ رسول خلیفۃ المسیح کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔اور سب سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول کی باتیں ہوتی ہیں۔جو ذکر کی مجالس اور جنت کے باغات ہیں۔اگر ہم گھروں میں بھی ٹی وی لاؤنج تک قدم اٹھا کر جاتے ہیں تو یہ سفر بھی بابرکت ہوتا ہے۔مجھے کسی نے بتایا تھا کہ ہم ٹی وی لاؤنج میں ساری فیملی والے اکٹھے ہو کر جلسہ کا سماں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس موقع پر مالٹے، مونگ پھلی،ریوڑیاں اور چلغوزے تک مہیا کر کے ربوہ جلسہ والا ماحول پیدا کیا کرتے ہیں بلکہ انہوں نے مجھے یہ خوشی کی خبر دی کہ جیسے پہلے جلسہ میں 75افراد شامل تھے اب ہمارے گھر میں ہی 75نفوس کے قریب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

پس آئیں اور ان قوموں میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کو پورا کرنے میں حصہ دار بنتے رہیں۔جس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے بتایا ہے۔

میں اس روحانی اجتماع میں بڑی بڑی برکتیں ڈالوں گا اور اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھاتا چلا جاؤں گا۔

پھر فرمایا:

”اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں،یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی“

جلسہ میں شمولیت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”آج کے دن کے بعد جو 30دسمبر 1891ء ہے آئندہ اگر ہماری

زندگی میں 27دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال دنیا کی جماعتیں اپنے اپنے ملک کا جلسہ سالانہ منعقد کرتی ہیں۔ کیوں؟اس لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر اس کا اجراء فرمایا تھا۔اور فرمایا کہ سال میں تین دن قادیان میں جمع ہوں ۔اس لئے نہ جمع ہوں کہ ہم نے کوئی میلہ کرنا ہے، کوئی لہو و لعب کرنا ہے، کھیل کود کرنا ہے، دنیاوی مقاصد کو حاصل کرنا ہے نہیں، بلکہ اس لئے جمع ہوں کہ دینی علم میں اضافہ ہو اور معلومات وسیع ہوں۔اس لئے جمع ہوں کہ معرفت ترقی پذیر ہو۔

چلو کہ راہ جنوں پھر بلا رہی ہے یہیں
چلو کہ قدموں کو اپنے لہو کریں پھر سے
چلو کہ بستی قادیاں پکارتی ہے ہمیں
چلو ثبوت رمق زندگی میں دیں پھر سے

آج کل Covid19 کی وجہ سے اتنی بڑی تعداد میں gathering نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ جلد اس بیماری کو دور کرے تا ہمارے جلسے اسی شان کے ساتھ منعقد ہوسکیں۔

☆...☆...☆

بقیہ: حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم...... از صفحہ 1

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’فنا فی اللہ ہوجانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہوجانا چاہیے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی بچوں، خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعثِ رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقعہ ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے...... خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں، ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دُعا سکھلائی ہے کہ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ (الاحقاف:۱۶) میرے بیوی بچوں کی بھی اِصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں بلعم کا ایمان جو حَبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھاکر طمع دیدیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰؑ پر بد دعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا۔غرض اُن کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں تو اُن کی اِصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد ۵۔صفحہ ۴۵۶ و ۴۵۷۔ ایڈیشن 1988)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

مخالفت کرنے کی بجائے، احمدی پر ہتک رسول کا الزام لگانے کی بجائے، ان خدمات کو سراہیں۔ ان کی تعریف کریں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وہ مثال قائم کریں جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب مسیح و مہدی کی آمد کی خبر سنو تو اس کو میرا اسلام پہنچاؤ۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور اس قوم کو مولویوں کے چنگل سے نکالے جن کا کام ہی صرف فساد ہے اور خدا کرے کہ حقیقت کو سمجھنے والے بنیں اور حقیقت کے اظہار کی جرأت ان میں پیدا ہو۔لیکن احمدی کا بھی یہ کام ہے کہ پہلے سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی مثالیں قائم کرے اور آپ پر درود بھیجے۔عشق و محبت کی جو تعلیم اور جو مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کر گئے ہیں ان کا کوئی مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔ اور نہ ہی احمدی کے علاوہ اس کا کوئی اظہار کرسکتا ہے۔

پس یہ آج احمدی کا ہی کام ہے کہ اس کا اظہار کریں اور بتائیں دنیا کو۔ افریقہ کے دورے کے دوران ایک ملک میں ایک ایرانی ایمبیسی کے افسر آئے ہوئے تھے بہت شریف النفس انسان تھے بعد میں ایئر پورٹ بھی مجھے چھوڑنے آئے۔اور کافی دیر بیٹھے رہے۔ باتیں ہوتی رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق پر بھی بات ہوئی۔تو اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعر فارسی کا انہیں سنایا کہ:

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

تو فوراً بڑی دیر تک اس کو دہراتے رہے وہ کہ ایسا شعر تو مَیں نے کبھی سنا ہی نہیں۔ پھر میں نے کہا۔ اس کے باوجود الزام یہی ہے کہ عشق رسول نہیں۔ تو میں نے کہا ایک شعر اور بھی سن لیں۔ آپ نے فرمایا۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ شعر بھی ان کو بڑا پسند آیا۔

پہلے شعر کا مطلب یہ ہے کہ میری جان و دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن پر فدا ہیں۔ اور میری تو خاک بھی آپ کی آل کے کوچہ پر نثار ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے عشق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہی ہے۔ اگر یہ عشق کرنا کفر ہے تو میں سب سے بڑا کافر ہوں۔ تو مولوی کو کیا پتہ ان عشق کی باتوں کا۔ بہرحال وہ شریف النفس تھے۔ انہوں نے کہا یہ شعر کہاں ہیں مجھے کتاب دی جائے۔ فارسی کی درثمین ان کو پہنچادی تھی۔تو بہرحال شرفاء ہیں لیکن اگر عقل نہیں آتی سمجھ نہیں آتی تو مولوی کو نہیں آئے گی۔ خدا کرے کہ قوم کے لوگوں کو بھی سمجھ آجائے کہ مولوی نے سوائے فتنہ وفساد کے اور کچھ نہیں پیدا کرنا۔ آج بھی، مَیں پھر کہتا ہوں کہ ہر احمدی کا یہی جواب ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا ’گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم‘۔ کہ اگر تم اس کو کفر سمجھتے ہو تو پھر ٹھیک ہے ہم کافر ہی ہیں۔ بے شک تم ہتک رسول میں اپنی مرضی سے اسے اندر کردو۔لیکن خدا کو پتہ ہے کہ اصل میں یہ ہتک رسول میں سلاخوں کے پیچھے نہیں بلکہ عشقِ رسول میں سلاخوں کے پیچھے ہیں۔ لیکن تم لوگ مسیح موعود کو نہ مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے باہر نکل رہے ہو اور ہتک رسول کے اصل میں مرتکب تم لوگ ہو رہے ہو۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ خدا کا خوف کرو۔ اللہ تعالیٰ کی لاٹھی سے ڈرو جو بے آواز ہے۔ جب اللہ تعالیٰ بدلے لینے پہ آتا ہے پھر بہت خطرناک حالات ہوتے ہیں۔ پھر یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کون بچ گیا اور کون مر گیا۔ بہرحال ان لوگوں کے شر سے اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہر احمدی کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔لیکن جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ ہر احمدی کا بھی یہ فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور پہلے سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کرے اور آپ پر درود و سلام بھیجے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔(خطبہ جمعہ 10/ دسمبر 2004ء)

آج کی دعا

رَبِّ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ (تذکرہ صفحہ 563)

ترجمہ: اے میرے خدا! اسلام پر مجھے وفات دے۔اور نیکو کاروں کے ساتھ مجھے ملا دے۔

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی صلحاء کے ساتھ شامل ہونے کی الہامی دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو مندرجہ بالا دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خاص دعا ہے: رَبِّ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ۔ کہ اے میرے خدا! اسلام پر مجھے وفات دے اور نیکو کاروں کے ساتھ مجھے ملا دے۔

ہمیشہ ہم صالحین کے ساتھ شامل ہونے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے۔ہمیں اُس طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 20/ مئی 2011ء)

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

مرسلہ: عبدالسمیع خان۔گھانا

جماعت احمدیہ کے پہلے دو جلسے اور مستقل نظام

یہ بجا کہ ہے آج دنیا کی بھاری اکثرت اس بات کو تسلیم نہیں کرتی مگر آنے والی تاریخ اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ چودھویں صدی ہجری کے اوائل اور انیسویں صدی عیسوی کے اواخر کا اہم ترین واقعہ جماعت احمدیہ کا سنگ بنیاد ہے ۔جس کے ذریعہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے انسانیت کو توحید حقیقی کے جھنڈے تلے جمع کر کے ملت واحدہ کی تشکیل کی پہلی اینٹ رکھی جو آپؑ کی بعثت کا مرکزی نقطہ تھا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے ۔یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا‘‘۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

پہلا جلسہ سالانہ

’’آسمانی فیصلہ‘‘ میں تجویز کردہ انجمن کی تشکیل پر مزید غور کرنے کے لئے حضور نے جماعت کے احباب کو ہدایت فرمائی کہ وہ 27 دسمبر 1891ء کو قادیان پہنچ جائیں اس پہلو سے یہ اجتماع جلسہ اور مشاورت کی دوگونہ حیثیت رکھتا تھا اور اسی بابرکت اجتماع نے جماعت احمدیہ میں جلسہ سالانہ اور مجلس مشاورت کے منظم اور مربوط نظاموں کی بنیاد ڈالی ہے اور ان دونوں کا اشتراک بھی غیر معمولی حکمتوں پر مشتمل ہے۔

27دسمبر 1891ء (بمطابق 25 جمادی الاول 1309ھ) کو قادیان کی ’’البیت الاقصیٰ‘‘ میں 75افراد جمع ہوئے اور بعد نماز ظہر اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔

اس جلسہ کی کارروائی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قلم سے ملاحظہ ہو جو’’آسمانی فیصلہ‘‘ میں حضورؑ نے درج فرمائی ہے اور اس کے ساتھ ہی حضورؑ نے ان خوش نصیب احباب کے نام بھی تحریر فرمائے ہیں۔ فرماتے ہیں :۔

’’مندرجہ بالا رسالہ 27 دسمبر 1891ء کو بعد نماز ظہر مسجد کلاں واقعہ قادیان میں ایک جمِ غفیر کے روبرو مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا اور بعد اختتام یہ تجویز حاضرین کے روبرو پیش کی گئی کہ انجمن کے ممبر کون کون صاحبان قرار دیئے جائیں اور کس طرح اس کی کارروائی شروع ہو۔ حاضرین نے جن کے نام نامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اور جو محض تجویز مذکورہ بالا پر غور کرنے اور مشورہ کرنے کے لئے تشریف لائے تھے بالا تفاق یہ قرار دیا کہ سردست رسالہ مذکورہ شائع کر دیا جائے اور مخالفین کا عندیہ معلوم کر کے بعد ازاں بتراضیٔ فریقین انجمن کے ممبر مقرر کئے جائیں اور کارروائی شروع کی جائے۔‘‘

(آسمانی فیصلہ ۔ روحانی خزائن جلد 4 ص360)

حضور نے اس پہلے جلسہ میں شامل ہونے والوں کا بڑی محبت سے ذکر کیا اور دعاؤں سے نوازا۔تحریر فرماتے ہیں :۔

’’اب جو 27دسمبر 1891ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے‘‘۔

(آسمانی فیصلہ ۔ روحانی خزائن جلد 4 جلد نمبر 377)

حضور نے’’ آسمانی فیصلہ ‘‘میں پہلے جلسہ میں شریک ہونے والے احباب کے نام بھی ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دیئے ہیں۔

مستقل نظام

اس بابرکت جلسہ کے بعد منشائے الٰہی کے تحت حضور نے آئندہ کے لئے مستقل بنیادوں پر اس سالانہ جلسہ کے انعقاد کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ حضور نے اطلاع کے عنوان سے 30 دسمبر 1891ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جو آسمانی فیصلہ کے ساتھ شامل اشاعت ہے اور اس میں امام وقت کی صحبت میں رہنے کی ضرورت اور برکات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آئندہ جلسہ کا اعلان کیا بلکہ پوری زندگی اس جلسہ میں شمولیت کا عزم کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے دوست اطلاع دیں تا ان کے نام محفوظ رکھے جائیں حضور فرماتے ہیں ۔

’’قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں‘‘

’’سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29دسمبر تک قرار پائے۔یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر 1891ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پہ آجانا چاہئے .... اور بہتر ہو گا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔‘‘(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 375، 376)

منشائے ایزدی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جلسہ کی بنیاد خالص تائید حق اور مشیت ایزدی پر رکھی گئی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں :۔

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالی نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی ۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص341)

مگر مامورین کی سنت کے مطابق اس جلسہ کی تفصیلات ان احباب جماعت کے مشورہ سے طے پائی تھیں جو 27۔ دسمبر 1891ء کے پہلے جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔اس کی تفصیل حضور 17 دسمبر 1892ء کے اشتہار میں بیان فرماتے ہیں:۔

’’سال گزشتہ میں بمشورہ اکثر احباب یہ بات قرار پائی تھی کہ ہماری جماعت کے لوگ کم سے کم ایک مرتبہ سال میں بہ نیت استفادہ ضروریات دین ومشورہ اعلاء کلمہ اسلام و شرع متین اس عاجز سے ملاقات کریں اور اس مشورہ کے وقت یہ بھی قرین مصلحت سمجھ کر مقرر کیا گیا تھا کہ 27 دسمبر کو اس غرض سے قادیان میں آنا انسب اور اولیٰ ہے کیونکہ یہ تعطیل کے دن ہیں اور ملازمت پیشہ لوگ ان دنوں میں فرصت اور فراغت رکھتے ہیں اور بباعث ایّام سرمایہ دن سفر کے مناسب حال بھی ہیں۔ چنانچہ احباب اور مخلصین نے اس مشورہ پر اتفاق کر کے خوشی ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ یہ بہتر ہے‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5ص 605-606)

’’اب انہوں نے اس الٰہی سلسلہ کی ترقی میں بڑی بڑی روکیں ڈال دی ہیں تو اس سالانہ جلسہ میں بجائے 75 کے 327 احباب شامل جلسہ ہوئے اور ایسے صاحب بھی تشریف لائے جنہوں نے توبہ کر کے بیعت کی۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیا یہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان نہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد 5ص 629-630)

دوسرے جلسہ کی کارروائی

اس جلسہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علاوہ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب نے بھی تقریر کی اور کم و بیش چالیس افراد نے بیعت کی۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص443)

اس جلسہ کی کیفیت آئینہ کمالات اسلام کے آخر پر حضور کے کسی رفیق کے قلم سے بطور تتمہ شامل ہے اور 327 احباب کے نام بھی درج کئے گئے ہیں مگر یاد رہے کہ کُل حاضری 500 کے قریب تھی 325 وہ افراد ہیں جو محض جلسہ میں شرکت کے لئے بیرونی شہروں سے تشریف لائے تھے۔

(آئینہ کمالات اسلام - روحانی خزائن جلد 5ص613)

اس جلسہ کے حالات کی دوسری تصویر حضرت میر ناصر نواب صاحب کے قلم سے ہے جنہوں نے جلسہ کے ساتھ اپنے ذاتی مشاہدات اور دلی کیفیات بھی تحریر کی ہیں اور آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل اشاعت ہیں۔اس موقع پر حسب اعلان مجلس مشاورت بھی منعقد ہوئی جس میں ایک رسالہ شائع کرنے کا فیصلہ ہوا۔ احباب نے حسب مقدرت چندہ لکھوایا۔ نیز ایک اخبار جاری کرنے کا فیصلہ ہوا سلسلہ کے واعظ مقرر کئے گئے سالانہ جلسہ کے اغراض ومقاصد کی تکمیل اور دیگر انتظامات کے لئے ایک پانچ رکنی کمیٹی تجویز کی گئی جس کے صدر حضرت مولانا نورالدین بھیروی قرار پائے۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص616)

خدا سرچشمہ نجات ہے

’’واضح رہے کہ مذہب کے اختیار کرنے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اس پر ایسا کامل یقین آجائے کہ گویا اس کو آنکھ سے دیکھ لیا جائے ۔کیونکہ گناہ کی خبیث روح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے اور انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہیں سکتا جب تک اس کو اس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو۔‘‘

(نسیم دعوت۔روحانی خزائن جلد 19 ص 447)

مرسلہ: طاہر محمود احمد

جلسہ سالانہ کی اہمیت اغراض و مقاصد اور برکات

الٰہی اشاروں سے جلسہ سالانہ کی ابتداء

حکیم و خبیر خدانے کائنات کو بہت حکمت کے ساتھ تخلیق کیا۔ ہرایک چیز کو مناسب حال پیدا کر کے اس کی دیرپا زندگی کے سامان مہیا کئے۔ دریاؤں کو رَواں دواں کیا جو کبھی پتھریلی راہوں سے اور کبھی ہموار اور تنگ راستوں سے گزرتے ہوئے ایک وسیع و عریض سمندر میں جاکر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر یہاں سے ایک مدت تک نظامِ قدرت کے تحت مفید بادلوں کی صورت میں دوبارہ لوٹ جاتے ہیں اور پیاسے کھلیانوں، بیابانوں اور بنجر زمینوں پر برستے ہیں تو اُن کو لہلہاتے کھیت اور گل وگلزار میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ہر سال یہ نظارہ چشمِ فلک دیکھتی ہے۔ خدائے حکیم کی قدرت کے ان نظاروں میں بہت سی حکمتیں کارفرما ہوتی ہیں جو زندگی کی ضامن ہوتی ہیں۔ بالکل اسی طرح ہمارا جلسہ سالانہ بھی اپنے اندر بہت سی حکمتیں رکھتا ہے جس کی ابتدا الٰہی اشاروں اور بشارتوں کے تحت ہوئی تھی جو اپنے اندر اَن گنت برکات اور فوائد سمیٹے ہوئے ہے۔

جلسہ سالانہ کی اہمیت اور الٰہی اشاروں سے ابتدا

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’سالانہ جلسہ خدا تعالیٰ کا نشان ہے اور خدا کی طرف سے ہمارے سلسلہ کی ترقی کے سامانوں میں سے ایک سامان ہے، جس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ جو غیر احمدی دوست جلسہ پر آتے ہیں ان میں سے اکثر بیعت کر کے ہی واپس جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ سے کچھ ایسی برکات وابستہ ہیں کہ جو لوگ اسے دیکھتے ہیں وہ متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے‘‘۔

(خطباتِ محمود جلد 12صفحہ 195)

’’ہمارے سالانہ جلسہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی سے بتادیا تھا کہ دینی اَغراض کے لئے قادیان میں اس موقع پر اس کثرت سے لوگ آیا کریں گے کہ ان کے اس ہجوم سے جو صرف دین کی خاطر ہو گا قادیان کی زمین اَرضِ حَرَم کا نام پائے گی۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 9صفحہ 391)

جلسہ پر آنا کوئی معمولی بات نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اَوہام پرست مخالفوں کا، نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالفِ قرآن روایتوں کو ملانے والے، اور خدا تعالیٰ اس اُمتِ وَسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا، وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہو گا ضرور یہی ہو گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 1صفحہ 341 تا 342)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’آپ لوگوں میں سے کوئی فرد یہ خیال نہ کرے کہ یہاں آنا معمولی بات ہے اور یہ مجلس دنیا کی مجالس کی طرح معمولی مجلس ہے، کیونکہ یہ خیال کرنے والا شخص خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان نہیں رکھتا اور وہ مومن نہیں ہوسکتا جو یہ یقین نہ رکھے کہ ہم یہاں نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ یاد رکھو تم وہ بیج ہو جس سے ایسا عظیم الشان درخت اُگنے والا ہے جس کے سایہ میں تمام دنیا آرام پائے گی۔ تمہارے قلوب وہ زمین ہے جس سے خدا تعالیٰ کی مغفرت کا پودا پھوٹنے والا ہے۔ اگر دنیا یہ بات نہیں دیکھ سکتی تو وہ اندھی ہے اور اگر خدا کے وعدوں کو نہیں سنتی تو وہ بہری ہے۔ مگر تم نے خدا تعالیٰ کے وعدوں کو سنا اور ان کو پورے ہوتے دیکھا۔ تم میں سے ہر فرد جس نے خدا کے مسیح کے ہاتھ پر بیعت کی خواہ براہِ راست کی، خواہ خلفاء کے ذریعہ، وہ آدم ہے جس سے آئندہ نئی نسلیں چلیں گی۔ تم خدا کی وہ خاص زمین ہو جس پر اس کی رحمت کی بارش برسے گی۔ تمہیں خدا تعالیٰ وہ درخت بنائے گا جس کے ساتھ ہر سعید بیٹھے گا اور جو تم کو چھوڑے گا وہ نہ دنیا میں آرام پائے گا نہ آخرت میں۔‘‘

(انوار العلوم۔ جلد 12 صفحہ 548)

خدا تعالیٰ کا ایک نشان

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’یہ جلسہ جیسا کہ میں پہلے بھی متعدد بار بیان کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ قادیان وہ مقام ہے کہ ایک دن اس طرف کوئی رُخ بھی نہیں کرتا تھا۔ کئی لوگ اِس قسم کے تھے جو قادیان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سُن کر بڑی بڑی دُور سے قادیان پہنچنے کی خواہش سے روانہ ہوتے تھے مگر بٹالہ یا امرتسر پہنچ کر واپس ہو جاتے تھے کیونکہ انہیں بتایا جاتا تھا کہ قادیان میں بہت بڑا دجالی فتنہ ہے۔ کئی آدمی ہماری جماعت میں آج بھی ایسے موجود ہیں جو کفِ افسوس مَل رہے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان کیوں نہ آئے وہ بٹالہ یا امرتسر سے محض اس لئے لوٹ گئے کہ دشمنوں نے ان سے بعض ایسی باتیں کہیں جنہیں سن کر انہوں نے قادیان آنا پسند نہ کیا۔ اگر وہ اُس وقت پہنچ جاتے تو صحابہ میں داخل ہو جاتے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص کو دیکھ کر احمدیت میں تو داخل کر دیا مگر صحابیت سے محروم رہ گئے۔۔۔۔

پس یہ بھی ایک نشان ہے جو جلسہ کے دنوں میں نظر آتا ہے کہ لوگ اتنی کثیر تعداد میں یہاں جمع ہوتے ہیں جس کا کبھی وہم و گمان بھی نہ ہوسکتا تھا اور پھر یہ نشان بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ جنہیں جاہل سمجھا جاتا تھا اس چشمہ سے اِس شوق سے پیتے ہیں کہ دوسری قوموں کے پیاسے بھی اس طرح نہیں پی سکتے۔

قادیان کے رہنے والوں کو خدا تعالیٰ نے اس دار کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے جس کی برکت کے لئے وہ لوگوں کو جمع کر کے یہاں لاتا ہے۔ پس یہاں کی جماعت کے احباب کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اس آنے والے دن کے لئے تیاری کریں۔ مکانوں والے مہمانوں کے لئے اپنے مکان دیں اور اس کے علاوہ اپنے اجسام اور اوقات بھی خدمت کے لئے پیش کریں۔ اور جو منتظمین ہیں انہیں میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جیسا کہ میں نے متواتر کہا ہے کارکنوں کو کام سے پہلے مشق کرائیں۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 12صفحہ 509 تا 513)

صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم نشان

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’جلسہ سالانہ بھی ایک بہت بڑا نشان ہے جو ہر سال ہمیں یہ بتاتا ہے کہ دیکھو خدا کی راستباز جماعت کس طرح اُٹھتی اور کامیاب ہوتی ہے اور اس کے مخالف کس طرح ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ قادیان میں ہر وقت ہی جلسہ ہوتا ہے اور ہر وقت ہی لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ پھر یہاں کچھ ہندوستان کے، کچھ پنجاب کے، کچھ افغانستان کے، کچھ بنگال کے، کچھ یورپ کے، کچھ عرب وغیرہ کے لوگ رہتے ہیں جو ہماری صداقت کی دلیل ہیں لیکن سالانہ اجتماع سے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے نتائج حاصل ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ جو کوئی خدا کے لئے کھڑا ہوتا ہے خدا اسے ضائع نہیں ہونے دیتا۔‘‘(خطباتِ محمود جلد 4 صفحہ 540)

جلسہ پر آنے کی تحریک کریں

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’میں ایک طرف تو جماعت کے دوستوں اور سلسلہ کے اخباروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ لوگوں کو جلسہ پر آنے کی تحریک کریں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ آئیں اور اپنے عمل سے خدا کے فضل کے وارث بنیں تا خدا تعالیٰ دکھاوے کہ دشمنی اور کینہ رکھنے والے لوگ سلسلہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ دوسری بات ساتھ ہی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جتنے زیادہ آدمی جلسہ پر آئیں گے اتنا ہی خرچ زیادہ ہوگا۔ اس لئے قادیان کے لوگوں کو بھی اور باہر کے لوگوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جو لوگ جلسہ پر آئیں ان کے اخراجات کا انتظام کریں۔ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے کہ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ کہ دُور دُور سے تیرے پاس تحائف آئیں گے اور دُور دُور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ آنے والوں کو خدا تعالیٰ نے پیچھے رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ اس لئے رکھا ہے کہ مہمان کے لئے سامان پہلے مہیا ہونا ضروری ہوتا ہے۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 11صفحہ 248)

اللہ کے مہمان

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’پس جو مہمان تمہارے پاس آئے ہیں ان کی خاطر تواضع میں لگ جاؤ۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ میرے مہمان نہیں ہیں، اس لئے مجھے خدمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تم اس کے بندے ہو، تو کیا یہ بندے کا فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا کے مہمان کی خبر گیری کرے، ضرور ہے۔ پس یہ مہمان خدا کے گھر اور خدا ہی کی آواز پر آئے ہیں کیونکہ مامور من اللہ کی آواز خدا ہی کی آواز ہوتی ہے۔ تم لوگ ان کی خبر گیری کرو۔ اگر تمہیں کسی سے تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس کو برداشت کرو اور کسی کی ہتک کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ جو مہمان کی ہتک کرتا ہے وہ اپنی ہی ہتک کرتا ہے کیونکہ مہمان اس کی عزت ہوتا ہے۔ پس اس سے احمق کون ہے جو اپنی عزت آپ برباد کرے یا اپنا گلا آپ ہی کاٹے۔ تم لوگ ہر طرح سے مہمانوں کی خاطر اور تواضع میں لگے رہو۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 4 صفحہ 257-258)

اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تاوہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرشِ زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر امن سے سو رہا ہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رَسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دُور نہ ہو جائیں۔ خادِمُ القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جُھک کر بات کرنا مقبولِ الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔‘‘

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396)

صحتِ نیت اور حسنِ ثمرات

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبائعین محض لِلّٰہ سفر کرکے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کرکے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبائعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے، سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے۔۔ اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسنِ ثمرات پر موقوف ہے ورنہ بغیر اس کے ہیچ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے، ایک معصیت اور طریقِ ضلالت اور بدعتِ شنیعہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علتِ غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے۔‘‘

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

اخلاقِ حسنہ کی تخلیق

’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زُہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور اِنکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔‘‘

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

حقائق و معارف اور معرفت میں ترقی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ اَرحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور رُوشناسی ہوکر آپس میں رشتہ تَوَدُّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہِ حضرتِ عزّت جلّ شانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو اِنْشَاءاللّٰہُ القَدِیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 376)

’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اُخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں ۔۔۔۔۔۔

سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 340-341)

تعلقات میں وسعت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’دنیا کا تمام کارخانہ تعاون کے ساتھ چل رہا ہے۔ اگر تعاون نہ ہو تو تمام کارخانہ بگڑ جاتا ہے اور تعاون کا بہترین ذریعہ آپس کے تعلقات ہیں جو جلسہ کی تقریب پر بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جلسہ کے فوائد میں سے بہت بڑا فائدہ تعلقات کا پیدا ہونا ہے۔ ان کے ذریعہ سے تعاون اور ترقی کی صورتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ گویا سال بھر کے لئے ترقی کا راستہ کھل جاتا ہے۔ جلسہ کی وجہ سے ہر سال نئے آدمیوں سے واقفیت ہوتی ہے اور تعلقات قائم ہوتے ہیں اور اس طرح سلسلہ کی ترقی کے لئے وہ مدد اور سہولتیں میسر ہوجاتی ہیں جو اس کے بغیر بہت سے خرچ کرنے سے بھی میسر نہیں ہوسکتیں۔ لوگ تو تعلقات قائم کرنے کے لئے خود سفر کرتے اور دوسروں کے پاس پہنچتے ہیں لیکن یہاں تو اللہ تعالیٰ خود ہمارے گھر پر لوگوں کو کھینچ کھینچ کر لاتا ہے اور بیٹھے بٹھائے ہمیں دوستوں کے حالات سے واقفیت بہم پہنچتی ہے اور تعلقات کے ذریعے ہمارے لئے کام کرنے کے رستے کھل جاتے ہیں اور کاموں میں سہولتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 288-287)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے اصل مقصد اور جلسہ سالانہ کی غرض کو سامنے رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیان فرمائی ہے اور یہ غرض وہی ہے جو بیعت کی غرض ہے۔ بیعت کرنے کے بعد دنیاوی دھندوں میں پڑ کر انسان عموماً اپنے اصل مقصد کو بھول جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار نصیحت کرنے کو ضروری قرار دیا ہے کہ اس سے ہر اُس شخص کو جس کے دل میں ایمان ہے، فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِنَّ الذِّکۡرٰی تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الذاریٰت:56) پس یقیناً نصیحت مومنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

پس یہ جلسہ بھی نصیحت کرنے، یاد دہانی کروانے کے لئے منعقد کیا جاتا ہے یا یہ جلسے دنیا میں ہر جگہ منعقد کئے جاتے ہیں۔ یہ بتانے کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں کہ اس زمانے کے امام کی بیعت میں آکر پھر اپنے عہد کو یاد کرو، اپنے عہدِ بیعت کو یاد کرو۔ اگر دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے کچھ کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں تو اب نئے سرے سے نصائح سن کر علمی اور تربیتی وعظ و نصائح اور تقاریر سن کر پھر اپنی دینی حالتوں کی طرف توجہ کرو۔ اکٹھے مل بیٹھ کر ایک دوسرے کی نیکیاں جذب کرنے کی کوشش کرو اور برائیوں کو دُور کرو۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسے کے دوران اپنی ذاتی باتوں کی طرف توجہ نہ ہو بلکہ تمام پروگرام، جتنے بھی ہیں، ان کو سننے کے دوران بھی اور ان کے بعد بھی زیادہ تر وقت دعاوں اور ذکرِ الٰہی میں گزارنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ یہ سوچ کر شامل ہونا چاہئے کہ ہم اس روحانی ماحول میں دو تین دن گزار کر اپنے عہدِ بیعت کی تجدید کر رہے ہیں تا کہ ہمارے ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں۔ تا کہ ہم تقویٰ میں ترقی کریں۔‘‘

(خطبات مسرور۔ جلد 10 صفحہ 305)

’’پس ہر احمدی جو دنیا میں کسی بھی جگہ بسنے والا ہے۔ جب اپنے ملک کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوتا ہے یا اب بعض ذرائع اور سہولتوں کی وجہ سے بعض احمدی جن کو اللہ تعالیٰ نے آسانی اور وسائل مہیا فرمائے ہوئے ہیں دوسرے ممالک کے جلسوں میں بھی شامل ہوجاتے ہیں۔ ان سب شامل ہونے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسہ کے انعقاد کا جو مقصد تھا اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر یہ مقصد پیش نظر نہیں، اگر جلسہ کے پروگراموں نے ایک احمدی کی روحانی اور اخلاقی حالت میں کوئی بہتری پیدا نہیں کی تو ایسے شامل ہونے والوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کراہت کا اظہار فرمایا ہے۔ اگر تقویٰ میں ترقی نہیں تو 20 ہزار یا 25 ہزار یا 30 ہزار کی حاضری بے مقصد ہے۔ تعداد بڑھنے سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ آپ

کی بعثت کا مقصد تو تب پورا ہو گا جب ہم تقویٰ میں ترقی کریں گے۔‘‘

(خطباتِ مسرور جلد 5 صفحہ 351، 352)

حقیقی برکات کا وارث بننا

’’یہ جلسے جو ہر سال دنیا کے مختلف ممالک میں وہاں کی جماعتیں منعقد کرتی ہیں اُس جلسے کی تتبع میں ہیں جن کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔جس کا مقصد افرادِ جماعت کو اُن حقیقی برکات کا وارث بنانا تھا جو افرادِ جماعت کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا باعث بنیں اور جن کو وہ اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بنا کر ان برکات کے وارث بنتے چلے جائیں اور یہ برکات حقیقی تقویٰ اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی سے اس معیار کے حاصل کرنے کی توقع کی ہے اور ان معیاروں کو حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ دینے والوں سے سخت بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔پس ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس دلی خواہش کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جو جلسہ میں شامل ہونے والوں کی حالت کے بارے میں آپ کے دل میں تھی، اُس مقصد کے حصول کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے جو جلسہ سالانہ کے منعقد کرنے کا آپ کے دل میں تھا اور جس کا اظہار آپ نے ان الفاظ میں بھی کیا ہے کہ اس دنیا سے زیادہ آخرت کی طرف توجہ ہو۔‘‘

(خطباتِ مسرور۔جلد10صفحہ 394، 395)

جلسہ کے ایام میں ذکر الٰہی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’میں احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان دنوں خدا کی یاد میں کثرت سے مشغول رہیں اور دعاؤں میں خوب لگے رہیں اور اگر اپنے سلسلہ کے مبلغوں کی کامیابی کے لئے دعائیں کریں تو بہت مفید نتیجہ نکل سکتا ہے۔پس تم لوگ جہاں اپنے نفس کے لئے دعائیں کرتے ہو وہاں مبلغین کے لئے کیوں نہیں کرتے؟ ان کے لئے بھی ضرور کرو اور یاد رکھو کہ جب ان کے لئے کرو گے تو وہ تمہارے اپنے لئے ہوں گی کیونکہ خدا تعالیٰ کہے گا کہ جب یہ میرے اُن بندوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں جو میری راہ میں نکلے ہوئے ہیں تو میں اُن کے کام پورے کر دیتا ہوں۔خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔آمین‘‘

(انوار العلوم۔جلد 4صفحہ 526)

قیمتی وقت کو ضائع نہ کرنا

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’میں اپنی اصل تقریر شروع کرنے سے پہلے چند امور کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔اوّل تو یہ کہ میں ان دوستوں کو جو یہاں آ کر بھی اس جلسہ کے موقع پر اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور تقریروں کے سننے میں پورا حصہ نہیں لیتے ملامت کرنا چاہتا ہوں۔میں نے کل اپنی تقریر کے آخری حصہ میں دیکھا کہ دو ہزار کے قریب دوست قریباً ساڑھے پانچ بجے جلسہ گاہ سے اُٹھ کر گئے اور ساڑھے سات بجے تک ان کو واپس آنے کی توفیق نہیں ہوئی جو نہایت قابلِ افسوس بات ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ لمبی دیر تک بیٹھنا گراں ہوتا ہے اور انسان دیر تک بیٹھنے سے اُکتا جاتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دیر تک بولنا اس سے بھی بہت زیادہ مشکل کام ہے، پھر اگر ایک شخص باوجود صحت کے نہایت کمزور ہونے اور اس عضو کے ماؤف ہونے کے جس پر کام کا دارومدار ہے متواتر چھ گھنٹے تک بول سکتا ہے تو میں ہرگز یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ دیر تک سننے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا۔‘‘

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 440)

جلسہ کے لئے سفر اختیار کرنے والوں کے لئے دعائیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ہر یک صاحب جو اِس لِلّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں، خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دُور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔اے خدا اے ذُوالۡمَجۡدِ وَالۡعَطَاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 342)

جلسہ سے واپس جانے والوں کے لئے نصائح

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ احباب جو جلسہ سے واپس جانے والے ہیں انہوں نے جو مفید باتیں یہاں سنی ہیں ان کو قیمتی خزانہ کی طرح باندھ لیں۔گھر جائیں تو اپنے عزیز و اقارب، دوستوں اور محلہ والوں اور شہر والوں کو سنائیں۔کیونکہ بہترین تحفہ حق کی باتیں ہوتی ہیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کَلِمَۃُ الۡحِکۡمَۃِ ضَآلَّۃُ الۡمُؤۡمِنِ اَخَذَھَا حَیۡثُ وَجَدَھَا حکمت کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے اس کو جہاں پائے لے لے۔پس یہاں سے بہترین تحفہ جو آپ لوگ لے جا سکتے ہیں یہی مفید باتیں ہیں جو تمہارے لئے اور تمہارے قریبیوں کے لئے مفید ہیں۔ان سے تمہارے اور دوسروں کے علوم میں اضافہ اور روحانیت میں ترقی ہو گی۔جب دوسروں کو سناؤ گے تو تمہیں بھی فائدہ پہنچے گا۔کیونکہ محض سننے کی نسبت دوسروں کو سنانے سے بات اچھی طرح یاد ہو جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ واپس جاتے ہوئے سفر میں بہت دعائیں کریں۔خاص طور پر سلسلہ کے لئے دعائیں کرتے جائیں۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 7 صفحہ 434)

جلسہ سالانہ کی رُوح پرور کیفیات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو لے کر آیا اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور برکات بانٹتا ہوا چلا گیا۔کئی لوگوں نے خطوط میں اور زبانی بھی اظہار کیا کہ ایک عجیب روحانی کیفیت تھی جو ہم اپنے اندر محسوس کرتے رہے۔خدا کرے کہ یہ روحانی کیفیت عارضی نہ ہو بلکہ ہمیشہ رہنے والی اور دائمی ہو۔ہم ہمیشہ اس کوشش میں رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جن فضلوں کو ہم نے سمیٹا ہے ان کو اپنی زندگی پر لاگو بھی کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے رہیں۔مقررین کی باتیں ان مقررین کی طرح نہ ہوں جن کے جوشیلے خطابات کا صرف وقتی اثر تو ہوتا ہے لیکن مجلس سے اُٹھتے ہی وہ اثر زائل ہو جاتا ہے۔یہی دنیا اور اس کے دھندوں میں انسان کھویا جاتا ہے۔ترقی کرنے والی اور انقلاب پیدا کرنے کا دعویٰ کرنے والی قوموں کے یہ طریق نہیں ہوا کرتے۔وہ جب ایک کام کرنے کا عزم لے کر اٹھتی ہیں تو پھر اس کو انتہا تک پہنچانے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔‘‘

(خطباتِ مسرور۔جلد 2صفحہ 550)

’’الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ کینیڈا کا جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ اتوار کو بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔ان جلسوں کی بھی اپنی ایک فضا ہوتی ہے جس میں مختلف ماحول اور طبقات کے لوگ ایک مقصد کی خاطر جمع ہوتے ہیں۔جماعت سے کمزور تعلق والے بھی جب ایک دفعہ جلسے پر آ جائیں تو اپنے اندر جماعت اور خلافت سے اخلاص، تعلق اور وفا میں اضافہ اور بہتری دیکھتے ہیں۔

سب لوگ ایک جذبے کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں اور اس لئے کہ آنے والے مہمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں، خدا کی باتیں سننے کے لئے آنے والے مہمان ہیں۔پھر بہت سے احمدی جو کہ پیس ولیج (Peace Village) میں رہنے والے ہیں بلکہ میں کہوں گا کہ تقریباً ہر گھرانے نے اپنے گھر مہمانوں کے لئے پیش کئے ہوئے تھے اور اس میں خوشی محسوس کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلسے کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق دے رہا ہے۔بلکہ اس کے علاوہ بھی اور جگہوں پر بھی احمدی گھروں میں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے اور سب خوشی سے مہمانوں کی خدمت کر رہے تھے۔پیس ولیج میں شاید اس لئے بھی زیادہ مہمان آئے ہوں کہ میرا قیام اس جگہ تھا۔

تو بہرحال یہ نظارے جماعت میں محبت اور اخلاص اور ایک دوسرے کی خدمت اور مہمان نوازی کے اس لئے نظر آتے ہیں کہ جماعت ایک لڑی میں پروئی ہوئی ہے اور نظامِ خلافت سے ان کو محبت اور تعلق ہے اور خلیفۂ وقت کے اشارے پر اُٹھنے اور بیٹھنے والے لوگ ہیں۔یہ نظارے ہمیں جماعت احمدیہ سے باہر کہیں نظر نہیں آ سکتے۔افرادِ جماعت کا خلافت سے تعلق اور خلیفۂ وقت کا احباب سے تعلق ایک ایسا تعلق ہے جو دنیاداروں کے تصور سے بھی باہر ہے۔اس کا احاطہ وہ کر ہی نہیں سکتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑا سچ فرمایا تھا کہ جماعت اور خلیفہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔بہرحال یہ تعلق جو جماعت اور خلافت کا ہے اِن جلسوں پر اور اُبھر کر سامنے آتا ہے۔الحمدللہ۔مجھے اس بات کی خوشی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کینیڈا ابھی اس اخلاص و وفا کے تعلق میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کا یہ تعلق مزید بڑھاتا چلا جائے اور یہ وقتی جوش اور جذبے کا تعلق نہ ہو۔آپ لوگوں نے ہمیشہ محبت اور وفا کا اظہار کیا ہے۔27؍مئی کو جب مَیں نے خلافت کے حوالے سے خطبہ دیا تھا تو جماعتی طور پر بھی اور مختلف جگہوں سے ذاتی طور پر بھی، سب سے پہلے اور سب سے زیادہ خطوط وفا اور تعلق کے مجھے کینیڈا سے ملے تھے۔اللہ کرے یہ محبت اور وفا کے اظہار اور دعوے کسی وقتی جوش کی وجہ سے نہ ہوں بلکہ ہمیشہ رہنے والے اور دائمی ہوں اور آپ کی نسلوں میں بھی چلنے والے اور قائم رہنے والے ہوں۔‘‘

(خطباتِ مسرور۔جلد3صفحہ 387، 389)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جلسہ سالانہ کے عظیم الشان مقاصد کے حصول کی توفیق عطا کرے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات پورا کرنے اور خلفاء احمدیت کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے تا کہ ہم جلسہ سالانہ سے وابستہ روحانی وجسمانی برکات سے متمتع ہوسکیں۔آمین ثم آمین

مرسلہ: ابوسعید

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد اور برکات
ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں

ایمان اور مغفرت میں ترقی

’’اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں‘‘

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد4 صفحہ352)

’’تا ہر یک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات ۔ جلد اول، صفحہ340)

روحانی فوائد اور ثواب

’’سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں‘‘

’’اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی‘‘

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول صفحہ341)

’’اور بھی کئی فوائد اور منافع ہوں گے جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے‘‘۔

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد4 صفحہ352)

اخلاق فاضلہ اور دینی مہمات میں سرگرمی

’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کریں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں‘‘

(شہادۃ القرآن ۔ روحانی خزائن جلد6 صفحہ394)

صالحین کی صحبت سے فیض

’’...غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی ... سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی‘‘۔

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد4 صفحہ351)

دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ

’’اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں‘‘

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول صفحہ 341,340)

نئے احباب سے تعارف

’’ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا‘‘

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد4 صفحہ352)

رنجشیں اور اجنبیت مٹانے کا ذریعہ

’’اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی‘‘

(آسمانی فیصلہ ۔ روحانی خزائن جلد4 صفحہ352)

وفات پا جانے والوں کے لئے اجتماعی دعائے مغفرت

’’جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی‘‘

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ352)

بیعت کی ایک غرض اور جلسہ سالانہ

’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا کہ اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں بھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع تو یہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں‘‘

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد4 صفحہ351)

حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں میں شرکت

’’بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ یک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین‘‘

(اشتہار 7دسمبر 1882ء، مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول صفحہ342)

بقیہ: جلسہ سالانہ اور خدائی نصرتوں کے ایمان افروز نظارے ...... از صفحہ 10

اعجاز نما نظام ہے جس کے ساتھ پوری امت مسلمہ کی تمام تر فلاح و بہبود اور عروج و اقبال وابستہ ہے۔ اس جلسہ نے یہ حقیقت بھی پوری طرح واضح کر دی کہ خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے اور وہ جسے خلعت خلافت سے نوازتا ہے، اس کے پاک لبوں پر روحانی و مادی علوم اور فیضان و عرفان کے غیبی چشمے جاری فرما دیتا ہے۔ اس کی زبان پر خالق کائنات کے خالص تصرف سے معارف و حقائق سے لبریز کلمات جاری ہوتے ہیں۔ الفاظ اس کے مگر بلاواخدا کا ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس کی پوری شخصیت کوثر و تسنیم کے انوار سے ڈھل کے ایک نئے رنگ میں جلوہ گر ہوتی اور ایک جدید قالب میں ڈھل جاتی ہے اور ہم یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ انقلاب روحانی ہم نے خود مشاہدہ کیا۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنۡزَلۡتَ...........

حضرت مہدی معہودؑ کی ایک نہایت پیاری دعا

1893ء کی مندرجہ بالا مقدس تحریر کے آخر میں حضورؑ نے حضرت احدیّت کے حضور اپنی جماعت کے لئے بڑے پیارے الفاظ میں ایک نہایت جامع دعا بھی کی ہے۔ فرماتے ہیں:

’’دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے، کئے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کر دے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کا دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے دلوں سے اٹھاوے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہو گی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا‘‘۔

خدا کرے کہ سالانہ جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے والا ہر احمدی اس مقدس اجتماع کی اغراض و مقاصد کو پورا کر کے حضرت مہدی موعودؑ کی دعاؤں کے بھاری خزانے کا وارث بن جائے کہ اس دولت کے مقابل بادشاہت ہفت اقلیم بھی ہیچ ہے۔ اسلام کی ترقیات و فتوحات کا انقلابی دور ہماری آنکھوں کے سامنے پوری شان سے جلوہ گر ہو جس میں مینار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ بلند سے بلند ہوتا ہوگا اور اس کی ضیا پاشیوں سے یہ جہان جگمگا اٹھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

ابن شاھد

جلسہ سالانہ اور خدائی نصرتوں کے ایمان افروز نظارے

آج سے 125سال قبل شمالی ہند کے صوبہ پنجاب میں ایک ایسا تاریخ ساز واقعہ رونما ہوا جس کو ملکی پریس نے تو بالکل نظرانداز کر دیا مگر وہ مستقبل میں اقوام عالم میں ایک حیرت انگیز انقلاب کا سنگ میل ثابت ہوا۔میری مراد جماعت احمدیہ کے اولین جلسہ سالانہ سے ہے جو قادیان کی گمنام بستی میں منعقد ہوا۔

پہلا جلسہ سالانہ

پہلا جلسہ سالانہ 27دسمبر 1891ء کو بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا جب کہ احمدیت کے ابدی مرکز قادیان میں صرف 75نفوس شریک اجتماع ہوئے جنہیں مسجد اقصیٰ میں نماز ظہر کے بعد حضرت مولانا عبدالکریمؓ نے ''آسمانی فیصلہ'' پڑھ کر سنایا اور جلسہ کی کارروائی ختم ہوگئی۔

(الحکم 10جنوری 1903ء)

اس تاریخی جلسہ کے وقت ساری دنیائے احمدیت صرف 285نفوس پر مشتمل تھی۔اور قادیان کی ناگفتہ بہ کیفیت مندرجہ ذیل چشمدید شہادتوں سے عیاں ہے:

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ

''اس کی آبادی دو ہزار کے قریب تھی۔سوائے چند ایک پختہ مکانات کے باقی سب مکانات کچے تھے۔مکانوں کا کرایہ اتنا گرا ہوا تھا کہ چار پانچ آنے ماہوار پر مکان کرایہ پر مل جاتا تھا۔زمین اس قدر ارزاں تھی کہ دس بارہ روپے کو قابل سکونت مکان بنانے کے لئے زمین مل جاتی تھی۔بازار کا یہ حال تھا کہ دو تین روپے کا آٹا ایک وقت میں نہیں مل سکتا تھا۔تعلیم کے لئے ایک مدرسہ سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا۔اور اسی کا مدرس کچھ الاؤنس لے کر ڈاکخانہ کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ڈاک ہفتے میں دو دفعہ آتی تھی۔تمام عمارتیں فصیل قصبہ کے اندر تھیں''

حضرت میاں امام دین سیکھوانیؓ

''نہایت بے رونق بستی تھی۔بازار خراب ہوتے تھے اور کثرت سے قمار بازی ہوتی تھی۔گویا یہ ایک پیشہ سمجھا جاتا تھا۔ہنسی اور ٹھٹھا سے بات ہوتی تھی۔میاں جان محمد صاحب مرحوم امام.....تھے۔وہ اکیلے ہی نمازی تھے''۔

(الحکم 7اکتوبر 1935ء)

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی سرساویؓ

''یہ مقام قادیان ایسا بے رونق تھا کہ جس کے بازار خالی پڑے تھے۔اور بہت کم آدمی چلتے پھرتے نظر آتے تھے بعض دکانیں ٹوٹی پھوٹی اور بعض غیر آباد خالی پڑی تھیں۔اور دو تین یا کم و بیش دکانیں لون مرچ کی تھیں۔وہ ایسی کہ اگر چار پانچ آنے کا مصالحہ خریدنے کا اتفاق ہو تو ان دکانوں سے بجز دو چار پیسے کے نہیں مل سکتا تھا اور تھوڑی تھوڑی ضرورتوں کے لئے بٹالہ جانا پڑتا تھا''۔

اب اُس ''مسجد اقصیٰ'' کا حال سنیئے جس میں یہ پہلا جلسہ سالانہ ہوا تھا۔اس پہلے روحانی اجتماع سے سولہ سترہ سال قبل یہاں سکھوں کی حویلی تھی جو کسی زمانہ میں قید خانہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔جسے حضرت مرزا غلام مرتضےٰ صاحبؒ (والد ماجد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) نے سات سو روپے میں خریدا اور اس پر خدا کا یہ گھر تعمیر کیا جو 1875ء سے لے کر جون 1876ء تک پایہ تکمیل کو پہنچا اور اس کے پہلے امام میاں جان محمد صاحب مقرر ہوئے۔یہ ایک مختصر سا بیت الذکر تھا جس کا چھوٹا سا صحن تھا اور پختہ پرانی قسم کی چھوٹی اینٹوں کا بنا ہوا تھا مسقّف عمارت پر خوبصورت گنبد تھا۔شمالی دروازہ کے اندر صحن کے فرش کے برابر کنویں کا مُنہ تھا اور صحن کے مشرقی کنارہ پر اینٹوں کی ایک منڈیر تھی جس پر نمازی وضو کیا کرتے تھے۔

ملک بھر میں منظّم مخالفت

1891ء کے اولین اجتماع میں گنتی کے چند افراد شامل ہوئے۔یہ اس زمانہ کی بات ہے جب ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک حضرت مسیح موعودؑ کی شہرہ آفاق تصنیف ''براہین احمدیہ'' کے غلغلے بلند ہو رہے تھے اور عامۃ المسلمین ہی نہیں ملک کے مسلم زعماء بھی آپ کے علمی اور روحانی کمالات کے قائل اور مداح تھے۔مگر اس شہرت عامہ کے باوصف ہندوستان کی کروڑوں کی آبادی میں صرف 75افراد کو یہ توفیق مل سکی کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کریں۔اس پہلے جلسہ کے بعد ملکی ماحول میں یکا یک تغیر پیدا ہوا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے ہم نوا علماء نے فتویٰ تکفیر کے ذریعہ سے ایک زبردست شورش برپا کر دی۔اور ان کی پشت پناہی کے لئے عیسائیت ، آریہ سماج، برہمو سماج اور دوسری تمام تر باطل قوتیں بھی میدان مقابلہ میں اتر آئیں اور بظاہر یہ امکان ختم ہوگیا کہ اس نوعیت کے اجتماع جاری رہ سکیں کیونکہ ایک تو ان خدا ناترس لوگوں نے ملک کی فضا مسموم کرنے کے بعد قادیان کا قصد کرنے والوں کو واپس بھجوانے کے لئے باقاعدہ ایک مہم جاری کر دی اور اس غرض کے لئے بٹالہ کی سڑک پر کیمپ بھی قائم کر دیا۔دوسرے قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے عم زادے خود آپ کے شدید دشمن اور خون کے پیاسے تھے اور دنیوی معاملات میں انہی کو اکثر عمل دخل اور اقتدار حاصل تھا۔تیسرے، جلسہ کے انعقاد کے لئے جتنے وسیع اخراجات درکار تھے، آپؑ کے اقتصادی حالات کسی طرح اس کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔

ایک ایمان افروز روایت

اس سلسلہ میں یہاں حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کی ایک نہایت ایمان افروز روایت کا درج کرنا ضروری ہے۔حضرت منشی صاحبؓ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ ہو کر نہیں آتا تھا۔حضور اپنے پاس سے صَرف فرماتے تھے۔میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے آ کر عرض کیا کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سالن نہیں ہے۔آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں۔فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔اب ہمیں ضرورت نہیں جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا۔اگلے دن آٹھ نو بجے جب چٹھی رساں آیا تو حضورؑ نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا چٹھی رساں کے ہاتھ میں دس پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے جو مختلف جگہوں سے آئے ہوئے تھے،سو سو پچاس پچاس روپے کے جن پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں مہمانوں کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں''

اس روایت سے اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت کے علاوہ ضمناً اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ نہ صرف ملکی اور مقامی اعتبار سے بلکہ اقتصادی لحاظ سے بھی اجتماعات کا سلسلہ منقطع ہو جانا عین ممکن تھا۔مگر یہ دنیا دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سے مسیح موعودؑ کی خاطر قلوب عالم میں ایسی زبردست جنبش پیدا کر دی کہ لوگ ملک کے گوشہ گوشہ سے کھنچے کھنچے آپ کے قدموں میں آنے لگے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ حالت ہے کہ وہ مقدس اجتماع جو اپنی ابتدائی شکل میں صرف 75 کی نہایت محدود اور مختصر سی تعداد سے شروع ہوا تھا، سینکڑوں سے نکل کر مخالفت کے طوفانوں میں سے ہوتے ہوئے ہزاروں تک وسیع ہو چکا ہے اور عالمگیر ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ سے اس مبارک اجتماع کی پوری کارروائی نشر کی جاتی ہے۔ہمارا جلسہ سالانہ جس رفتار سے ارتقائی منزلیں طے کرتا ہوا موجودہ شاندار اور انقلابی دور میں داخل ہوا ہے، ہم باطنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ عنقریب وہ دن بھی آنے والے ہیں جبکہ مرکز میں لاکھوں نہیں کروڑوں پروانے جمع ہوں گے۔

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1893ء میں جلسہ سالانہ کی عظیم الشان اغراض پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا:

''ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد وتقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکساری اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں''۔

ان کلمات قدسیہ میں جن کے الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہیں جماعت احمدیہ کے مرکزی جلسہ کے مندرجہ ذیل چودہ (14)مقاصد بیان کئے گئے ہیں:

(1)ملاقات (2)فکر معاد (3)خوفِ خدا (4)زُہد (5)تقویٰ (6) خدا ترسی (7)پرہیز گاری (8) نرم دلی (9)باہم محبت (10) مواخات (11) انکسار (12)تواضع (13) راست بازی (14)دینی مہمات میں سرگرمی

جلسہ سالانہ کی تاریخ ثابت کرتی ہے کہ یہ جلسہ احمدیت کی صداقت کا ایک خارق عادت نشان بن چکا ہے جس کے اندر خدائی نصرتوں کے بہت ایمان افروز نظارے ہزاروں نفوس نے بچشم خود دیکھے۔اور یہ کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور آنحضرت ﷺ اس کے زندہ نبی۔نیز احمدیت آسمانی تحریک ہے اور نظام خلافت بڑا ہی بابرکت اور

بقیہ صفحہ 9 پر

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

جلسہ سالانہ کی برکتیں، روایتیں اور آب خورے

ہم نے جس بستی میں آنکھ کھولی وہ عجیب بستی تھی۔ آبادی تھوڑی تھی مگر مہمانوں کا آنا جانا بہت تھا۔ جاپان کے اوساکا شہر کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اس کی آبادی دن میں ایک کروڑ اور رات میں پانچ لاکھ ہوتی ہے یعنی اس شہر کی دن کی آبادی میں عارضی طور پر سفر کر کے آنے والوں میں اور مستقل قیام کرنے والوں میں ایک اور بیس کا تناسب ہوتا ہے لوگ تیز رفتار گاڑیوں سے آتے اور اپنا اپنا کام کر کے اپنے اپنے مستقر پر واپس چلے جاتے ہیں۔ ہم جس بستی کا ذکر کر رہے ہیں اس میں لوگوں کا آنا جانا بھی اسی حساب سے ہوتا تھا اور مہمانوں میں اور مقیموں میں ایک اور بیس کا تناسب تھا۔ وہاں یہ تناسب سال بھر قائم رہتا تھا سال کے آخری مہینے میں تو مہمانوں کا وہ اژدھام ہوتا کہ سکونت کی سہولتیں ہر سال کم پڑ جاتیں اور مکینوں کو وسیع مکانات کا اہتمام کرنا پڑتا۔ وجہ یہ تھی اس بستی میں سال کے سال ایک سالانہ جلسہ ہوتا تھا جس میں لوگ دور دور سے شرکت کے لئے آتے تھے۔ دسمبر کا مہینہ پنجاب میں خاصی سردیوں کا مہینہ ہوتا ہے اس لئے مہمان آتے تو اپنا اپنا بستر ہمراہ لے کر آتے۔ جلسہ کے منتظمین ان کے سونے کے لئے پرالی کا فرش بچھا دیتے اور وہ لوگ اسی پر سکڑ سمٹ کر آرام پاتے دن کو جلسہ میں شرکت کرتے اور رات کو چین کی نیند سوتے۔ چھوٹے بڑے احباب فرش زمین پر مگن ہو کر سوتے۔ کھانے کے لئے بھی منتظمین مٹی کے عارضی برتن بنوا رکھتے۔ پیالے، جن میں سالن ڈالا جاتا اور آبخورے جن میں پانی پیا جاتا۔

مدتوں بعد یورپ میں ایک یورپی بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ایک چیز سینت سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔ کہنے لگے ایک نادر چیز دکھاؤں؟ تبرک ہے۔ دیکھا تو مٹی کا ایک آبخورہ تھا۔ کہنے لگے جب میں پہلی بار جلسہ سالانہ پر 1944ء میں گیا تھا تو نشانی اور تبرک کے لئے لے آیا تھا۔ ہم نے بھی اس آبخورے کو اٹھایا اس میں وطن کی مٹی کی خوشبو آئی۔ اگرچہ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں پانی پیتے ہوئے وہ ٹھنڈک اور تازگی محسوس نہ ہوئی جو وہاں جلسہ کے آبخوروں سے مخصوص تھی مگر یہی کیا کم تھا کہ وطن کی مٹی تھی اور جانے اس ارض مقدس کے کس "حسن کوزہ گر" نے اس کو بنایا تھا، بعض چیزیں کس طرح نایاب ہو جاتی ہیں اور ان کی قدر و قیمت وقت گذرنے کے بعد متعین ہوتی ہے۔ آبخورے تو عارضی ضرورت کے تحت بنائے جاتے تھے لیکن اس یورپین دوست کی عقیدت نے اس عارضی چیز کو ایک دوام دے دیا۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی چھوٹی نہیں رہتیں بڑی ہو جاتی ہیں۔ ہمیں یاد ہے جلسہ ختم ہو جاتا تو ہم بچے ان آبخوروں کو اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹختے اور ان سے کھیلتے پھرتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ ان کا مصرف ختم ہو چکا اب اگلے برس نئے آبخورے بنیں گے۔

ہمیں بچپن ہی سے جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانوں کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ چھوٹے تھے تو صرف پانی پلانے کی خدمت ملتی اس لئے جلسہ سالانہ کے ساتھ ہمارا تعلق آبخوروں کی وجہ سے قائم تھا۔ ذرا بڑے ہوئے تو کھانا پیش کرنے کی خدمت ملنے لگی۔ پیش کرنا کیا؟ یہ ہوتا تھا کہ بالٹی میں سالن اٹھا کر زمین پر بیٹھے ہوئے مہمانوں کی قطار تک پہنچتے اور باری باری ہر ایک کے مٹی کے پیالے میں سالن یا دال جو کچھ بھی ہوتا وہ حصہ رسدی ڈالتے جاتے۔ ختم ہو جاتا اور مزید کی ضرورت ہوتی تو مہمان پیار سے آواز دیتے کہ بیٹا سالن چاہئے۔ اس خدمت میں اتنا لطف آتا کہ اب تک اس خدمت کو ترستے ہیں۔ روٹیاں تنوروں میں پکتیں اور مہمانوں تک گرما گرم پہنچائی جاتیں لنگر خانہ سے مہمانوں کی فرودگاہوں تک انہیں کیسے لایا جاتا تھا؟ ہمیں اس کے بارہ میں اتنا ہی پتہ ہے کو ٹوکروں کے ٹوکرے خدام سروں پر اٹھا کر لاتے اور فرودگاہوں کے پاس لا کر رکھ دیتے وہاں سے ہم لوگ جو خوردسال تھے روٹیاں اٹھا اٹھا کر اندر تہ در تہ لگا دیتے اور کھانے کے وقت مہمانوں میں تقسیم کرتے کچھ بچے روٹی تقسیم کرتے تو کچھ سالن۔ جو بہت چھوٹے ہوتے انہیں پانی پلانے کی ڈیوٹی سونپی جاتی۔

جلسہ سالانہ سے بہت پہلے محلوں میں انتظامات شروع ہو جاتے کہ کون کتنے مہمان اپنے گھر میں ٹھہرا سکتا ہے؟ لوگ بڑے اخلاص کے ساتھ مہمانوں کے لئے اپنے گھروں کو پیش کرتے اور مرکزی تنظیم والوں کو مطلع کر دیتے کہ ہمارے ہاں اتنے کمرے ہیں اور ہم ان کمروں میں سے اتنے کمرے مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔ ہمارے اپنے گھر کا عالم یہ تھا کہ ایک بڑا کمرہ تھا اور ایک چھوٹا سا کوٹھڑی نما کمرہ۔ ساتھ میں ایک چھپر سا تھا جسے باورچی خانہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ بعد میں سڑک کے رخ ایک کمرہ اور بن گیا تھا جسے ہم لوگ بیٹھک کہتے تھے۔ اس میں ہمارے چچا رفیق حیات کی لکھی ہوئی ایک وصلی الیس اللّٰہ، تقسیم ملک اور ہماری ہجرت کے بعد تک پڑی تھی۔ اس ڈھائی کمرہ والے مکان میں اللہ کے فضل سے ہم، ہمارے امی ابا، ہمارے پھوپھا پھوپھی جی، بھائی جان محمد احمد، ہمارے دادا اور دادی سب کی سمائی رہتی تھی۔ جلسہ کے لئے سب لوگ ایک بڑے کمرہ میں سمٹ جاتے۔ بیٹھک ان مہمانوں کے لئے وقف کر دی جاتی جو جماعت کے انتظام کے تحت ہمارے ہاں قیام کے لئے آتے تھے۔ ہمیں یاد ہے کہ مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کا خاندان ہمارا مہمان ہوتا تھا۔ پھر مکرم بابا برکت علی صاحب برما والے بھی آتے رہے۔ یہ مہمان ان مہمانوں کے علاوہ ہوتے تھے جو جلسہ کے موقع پر چنگا بنگیال اور راولپنڈی کے اور علاقوں سے ہمارے ہاں تشریف لاتے۔ مکرم بھائی فیض عالم خان چنگوی صاحب، مکرم بھائی ہدایت اللہ بنگوی صاحب یہ سب لوگ اپنے اپنے خاندانوں سمیت آتے اور جلسہ کے دنوں میں خوب رونق رہتی۔ جلسہ گاہ ہمارے گھر سے بالکل قریب پڑتی تھی یعنی تعلیم الاسلام کالج کے میدان۔ اینٹوں سے عارضی سٹیڈیم سا بنایا جاتا تھا اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دو دو تین تین سیڑھیوں والے پشتے بنائے جاتے اور ان پر لکڑی کے بڑے بڑے شہتیر رکھ کر بیٹھنے کی جگہ بنا دی جاتی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ لاؤڈ سپیکر نئے نئے آئے تھے اس لئے ان کا انتظام بھی ہوتا تھا مگر جلسہ گاہ اس طرح بنائی جاتی تھی کہ لاؤڈ سپیکر کے بغیر بھی آواز سب لوگوں تک پہنچ جائے۔ اس زمانہ میں پچاس ساٹھ ہزار آدمیوں تک آواز پہنچانا بڑا کارنامہ سمجھا جاتا تھا اب وہ دن آ گئے ہیں کہ پانچوں براعظموں میں بیک وقت امام وقت کی آواز نشر ہوتی اور پہنچتی ہے۔

اوپر مکرم بابا جی برکت علی صاحب کا ذکر ہوا۔ یہ برما کے رہنے والے تھے اور ہمارے ابا جب برما میں مبلغ تھے تو ان کی تبلیغ سے احمدی ہوئے تھے۔ ابا جی بتایا کرتے تھے کہ میں ان سے بہتیرا کہتا کہ امام مہدی کے آنے کے تمام نشان ظاہر ہو چکے ہیں مگر ان کی تسلی نہیں ہوتی تھی۔ وہ ہر نشان کو ظاہر میں پورا ہوتا دیکھنا چاہتے تھے کہ ہاتھ اور کان گز گز بھر کے ہو جائیں گے یعنی جو کچھ انہوں نے اپنے علماء سے سنا ہوا تھا انہیں بصورت ظاہر نظر نہیں آتا تھا۔ ابا جان کہتے ہیں ایک بار وہ رنگون سے کوئی دو تین سو میل کے فاصلہ پر واقع کسی شہر غالباً مانڈلے گئے۔ ابا جی کو اللہ تعالیٰ نے تدبیر سجھائی۔ آپ نے انہیں فون کیا اور کہا بابا جی میں رنگون سے بات کر رہا ہوں اور صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے کان اتنے لمبے ہو گئے ہیں کہ آپ تین سو میل سے میری بات سن رہے ہیں۔ اتنا کہہ کر فون بند کر دیا۔ بابا جی نے واپس آتے ہی ابا جی کو بلا بھیجا اور بیعت کر لی۔ یہ بڑا مخلص خاندان تھا پھر تو ان کے بیٹے مکرم محمود صاحب ہماری ایک منہ بولی بہن آپا عزیزہ سے بیاہے گئے۔ (یہ عزیزہ عزیزم مبارک احمد عابد کی خوش دامنہ ہیں) مکرم بابا کی برکت علی برمی کا خاندان جلسہ کے ناطے سے ہمارے ساتھ متعارف ہوا۔ اسی طرح مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کا خاندان اسی ناطہ سے ہمارا مہمان ہوا۔ ان کے قبلہ والد صاحب غالباً عبدالحکیم ان کا اسم گرامی تھا، پہلی بار جلسہ کے انتظام کے تحت ہمارے ہاں قیام کے لئے تشریف لائے تھے۔ مہمان داری کا وہ سلسلہ عمر بھر کی شناسائی اور دوستی میں بدل گیا۔ ربوہ میں بھی مکرم بھائی مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب شروع شروع میں ہمارے ہاں ہی قیام فرماتے رہے۔ یہ برکتیں جلسہ کے ساتھ مختص تھیں۔ اب دوسرے ممالک میں ان کا ایک ادنیٰ سا نمونہ تو نظر آ جاتا ہے مگر وہ رونقیں کہاں سے لوٹ کر آئیں؟ ہر ملک میں جلسہ ہونے لگتا ہے تو وہاں کے امراء ممالک احباب جماعت سے کہتے ہیں کہ باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے اپنے اپنے مکانوں میں جگہ پیش کریں۔ اس طرح نئی اخوتیں اور نئے تعلقات جنم لیتے ہیں جو پہلے سے موجود احمدیت کے رشتہ میں مزید استواری کا موجب بنتے ہیں۔ اب تو جماعت اللہ کے فضل سے اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہر ملک میں ایک ایک خاندان کے کئی کئی جاننے والے اس ملک کے مرکز میں موجود ہوتے ہیں۔ دو چار برس پہلے جرمنی میں جو نظارہ دیکھنے میں آیا وہ بھی عجیب نظارہ تھا کم وبیش پچاس ہزار آدمی جلسہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ فرینکفرٹ اور من ہائم اور ہائیڈل برگ کی اپنی آبادی تو اس قدر نہیں کہ اتنے مہمانوں کو فرودگاہیں فراہم کر سکتی مگر لوگ سما گئے اور کوئی دقت ہوئی ہو تو ہوئی ہو کم از کم رہائش کی کوئی دقت نہیں ہوئی۔ نہ کھانا فراہم کرنے میں کوئی دشواری ہوئی۔

ہم نے ایک جرمن دوست کو بتایا کہ مہمان داری کی روایت ہماری جماعت کی دیرینہ روایت ہے۔ وہ کہنے لگے کہ روایت اپنی جگہ اور زمینی حقائق اپنی جگہ۔ آخر اتنے لوگوں کی سمائی گھروں میں کہاں سے ہو گئی ہو گی؟ وہ جرمنی گئے تو واپس آ کر بتایا کہ انہوں نے وہاں کئی ایسے لوگوں سے گفتگو کی ہے جن کے گھروں میں اجنبی احمدی مہمان ٹھہرائے گئے تھے اور ان خاندانوں نے بطیب خاطر ان کی مہمان داری کا فریضہ سرانجام دیا۔ ہماری بستی تو خیر چھوٹی تھی ٹرانسپورٹ کا کوئی مسئلہ نہیں تھا مگر ان ملکوں میں تو ٹرانسپورٹ کا مسئلہ بڑا مسئلہ ہے۔ جرمنی میں جلسہ گاہ من ہائم کی مئی مارکیٹ میں بنتی ہے جو فرینکفرٹ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مرکز فرینکفرٹ ہے مگر لوگ دور دراز سے وہاں وقت پر پہنچ

بقیہ صفحہ 13 پر

مرسلہ: سعید الدین احمد

جلسہ سالانہ کا پس منظر اور غرض و غایت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات

جلسہ سالانہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔

ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں ...(اشتہار 7 دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 340، 341)

’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں‘‘ (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 ص394)

’’میں ہر گز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے‘‘
(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 ص395)

’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہو گی۔ اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میّسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں‘‘ (آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351)

وفات پا جانے والوں کے لئے اجتماعی دعائے مغفرت

’’جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی‘‘
(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 2 صفر 352)

جلسہ سالانہ کی عظمت

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں‘‘ (اشتہار 7 دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

جلسہ سالانہ کی برکات وفوائد

’’حتی الوسع تمام دوستوں کو محض ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہو گا کہ ہر یک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔۔۔۔۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے،،(آسمانی فیصلہ اشتہار 30دسمبر 1891ء روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 253)

’’اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی‘‘ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 352)

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے تاکیدی ارشادات

’’سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا اسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہو گی اور چونکہ ہر یک کے لئے باعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میّسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 302)

’’دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبائعین محض للہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبائعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے‘‘ (شہادت القران، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

’’دین تو چاہتا ہے مصاحبت ہو، پھر مصاحبت ہو۔ اگر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے۔ ہم نے بار بار اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اس کی پرواہ کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جا رہی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے جب موت کا وقت آ گیا پھر ایک ساعت آگے پیچھے نہ ہو گی وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس سلسلہ کی معلوم ہی نہیں ان کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلے کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن پھر اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں کو جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ کیسے ہی نیک، متقی اور پرہیز گار ہوں مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہ کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے اور تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے‘‘ (الحکم 17 ستمبر 1901ء)

’’اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہو گا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کی فکر رکھیں۔ اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسّر ہو جائے گا‘‘ (آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 ص 352)

جلسہ سالانہ کا لازمی تقاضا

’’سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہئے پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا ہے اس میں سستی، غفلت اور عدم توجہ بہت برے نتائج پیدا کرتی ہے۔ جو لوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جائے تو غور سے اس کو نہیں سنتے۔ ان کو بولنے والے کے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور مؤثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں اور دل رکھتے سمجھتے نہیں پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑے غور سے سنو۔ کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا‘‘۔ (الحکم 10مارچ 1902ء)

دسمبر 1899ء کے جلسہ سالانہ پر بہت کم لوگ آئے۔ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بہت اظہار افسوس کیا اور فرمایا:

جلسہ سالانہ پر نہ آنے والوں پر اظہار افسوس

’’ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ وہ پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں۔‘‘ اور فرمایا۔

’’جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے۔ یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا۔ اسے ڈرنا چاہئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہمارے مہمات کا متکفل خدا تعالیٰ ہے۔ ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہئے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں۔ ہم تو نکمے ہیں۔ یوں ہی روٹی بیٹھ کر کیوں توڑا کریں۔ وہ یہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 455)

جلسہ پر آنے والوں کے لئے ضروری ہدایات

’’لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں‘‘ (اشتہار 7 دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتّی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے ان کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو۔ جب تک وہ اپنے میں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے، اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں‘‘ (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 395-396)

جلسہ سالانہ کے شرکاء کے لئے دعائیں

’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم وغم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما۔ کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔‘‘

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اول ص343)

’’اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین‘‘

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4، ص 351 تا 353)

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 302 تا 304)

☆…☆…☆

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت…… از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت…… از صفحہ 1

کیفیت بعض دفعہ سامنے آجاتی ہے۔ اس لحاظ سے ایسے بچوں کو اس تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے تو ماں کے لئے تو خاص طور پر حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ تمہاری سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے۔ یہ جو قرآن حکیم کا حکم ہے کہ والدین کو اُف نہ کہو یہ اس لئے ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم سمجھتے ہو کہ تمہارا حق مارا جا رہا ہے یا تمہارے ساتھ ناجائز رویہ اختیار کیا ہے ماں باپ نے۔ تب بھی تم نے ان کے آگے نہیں بولنا ورنہ کسی کا دماغ تو نہیں چلا ہوا کہ ماں باپ کے فیض بھی اٹھا رہا ہو اور ماں باپ اس بچے کی ہر خواہش بھی پوری کر رہے ہوں تو ان کی نافرمانی کرے یا کوئی نامناسب بات کرے۔ اس کا آدمی تکلیف نہیں کرتا ہے تو جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کی نافرمانیوں کا ذکر کرتے ہیں اپنے خطوط میں۔ اس ضمن میں والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں جیسا کہ مَیں آگے چل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات میں اس کا ذکر کروں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہئے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں، باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو ان کے بچے ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو جائیں۔ کیونکہ آج اگر یہ نہ سمجھے اور اس امر کو نہ روکا تو پھر یہ شیطانی سلسلہ کہیں جا کر رکے گا نہیں اور کل کو یہی سلوک ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور احمدیت کی اگلی نسل پہلے سے بڑھ کر دین پر قائم ہونے والی اور حقوق ادا کرنے والی نسل ہو۔

(خطبہ جمعہ 4/ جولائی 2003ء بحوالہ الاسلام)

بقیہ: جلسہ سالانہ کی برکتیں، روایتیں اور آب خورے…… از صفحہ 11

ہیں۔ جو لوگ جلسہ پر جاتے ہیں ان کو پھر سارا وقت وہیں گزارنا ہوتا ہے اس لئے منتظمین کو دن بھر کی مصروفیت کا اہتمام رکھنا پڑتا ہے۔ جلسہ سنا، کھانا کھایا، نمازیں پڑھیں اور دوستوں بزرگوں سے میل ملاقات کی کہ سال بھر کے بعد دوستوں کے یکجا ہونے کا موقع بھی ایک بار ہی آتا ہے۔ لندن میں بھی یہی عالم ہے۔ یو۔ کے کے جلسے اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوتے رہے ہیں۔ جب ہم نے پہلی بار یہ جگہ دیکھی تو بھیڑوں کا گلہ وہاں چر رہا تھا۔ اب حضرت مسیح موعودؑ کی بھیڑیں وہاں تھیں۔ وسیع وعریض خیموں میں سارا انتظام تھا۔ ہیچری کی لمبی لمبی بیرکوں میں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ مکرم اسلم صابر صاحب سے جب ہماری وہاں ملاقات ہوئی تو ہم نے بہتیرا چاہا کہ انہیں بہلا پھسلا کر اپنے ساتھ لندن لے جائیں مگر وہ کہنے لگے کہ جلسہ کی بیرکوں میں ٹھہرنے کا جو مزہ ہے وہ گھر کے آرام میں کہاں؟ اس لئے ہماری خواہش کے باوجود وہ راضی نہ ہوئے۔ جلسہ کے بعد البتہ ہم انہیں لندن کے گلی کوچوں میں لئے لئے پھرے اور ہم نے تواضع بھی اتنی ہی کر سکتے تھے کیونکہ ہم خود سویڈن سے مہمان کے طور پر گئے ہوئے تھے۔

امریکہ کا جلسہ دیکھا۔ وہی عالم تھا۔ لنگر جاری تھا۔ لوگوں کی رہائش البتہ ہوٹلوں میں تھی۔ ہم تو مکرم فدا صاحب کے ہاں متمکن تھے مگر باقی دوستوں سے جس سے پوچھا اس نے یہی کہا فلاں ہوٹل میں ہوں یا فلاں موٹل میں ہوں۔ دراصل واشنگٹن میں مسجد کے آس پاس رہنے والے اتنے احمدی لوگ ہیں ہی نہیں جو اپنے مکان پیش کر سکیں اگر دور دور ہی ٹھہرنا ہے تو کیوں نہ قریب کے ہوٹلوں میں ڈیرہ لگایا جائے اور اس میں جماعت اپنا حصہ ادا کرتی تھی تا کہ جماعت کی میزبانی کا فرض ادا ہوتا رہے۔ دور کی ریاستوں سے آنے والے یہی کرتے ہیں اور اسی میں آسائش بھی ہے۔ کینیڈا میں بھی ہم نے یہی دیکھا کہ لوگ گھروں میں ٹھہرتے ہیں مگر جو لوگ زیادہ دور نہ ٹھہرنا چاہیں وہ ہوٹلوں میں جگہ بنا لیتے ہیں۔ اب کے جلسہ انٹرنیشنل سینٹر میں تھا جو احمدی لوگوں کی رہائش گاہوں سے دور ایک جگہ ہے اس کے قریب قریب ٹھہرنے کی جگہ ملنی مشکل تھی۔ انتظامات خوب تھے بلکہ لوگ اس جلسہ گاہ پر اتنے خوش ہوئے کہ بیک آواز امیر صاحب سے کہا کہ اگلے برس بھی یہی جگہ ریزرو کروالیں۔ گرمی سے آسائش رہتی ہے اور دیگر ضروریات بھی بطریق احسن مہیا ہیں۔ یہ سب کچھ ہے مگر ہم سوچتے ہیں کہ لوگ کھانا کھلانے کے لئے جو کاغذ کے گلاس اور پلیٹیں مہیا کرتے ہیں ان میں اور ہمارے آبخوروں اور پیالوں میں کتنا فرق ہے۔ کاغذ میں مٹی کی خوشبو تو نہیں پیدا ہو سکتی؟ ہمیں ہمارے آب خورے ہی یاد آتے رہے اور جس جلسہ پر جائیں وہاں انہیں کو یاد کرتے ہیں۔ مٹی کی کشش ہے یا جلسہ کی برکت ہے کیا ہے؟ (نوٹ: یہ ایک پرانا مضمون ہے جو اس وقت کی عکاسی کر رہا ہے)

؎ آپ جو چاہیں علاج درد دل کرتے رہیں

بقیہ: دیار مسیح قادیان کا دینی سفر…… از صفحہ 18

سے بچھڑے ہوئے رشتہ داروں سے ملنے کو آنکھیں ترستی ہیں لیکن وہ دن بھی آگیا کہ مسکراتے چہروں کے ساتھ آنے والے مہمان نمناک آنکھوں کے ساتھ رخصت ہونے لگے۔ جن میں قادیان کے علاوہ جموں وکشمیر، راجوری، چارکوٹ، کوٹلی کالابن اور دیگر علاقے شامل ہیں کثیر تعداد میں احباب جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے تھے اور ایک لمبا عرصہ کے بعد ان کے چہروں کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس طرح ہم سب کے لیے یہ جلسہ ہر رنگ میں یادگار اور باعث برکت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کا باعث بنا۔ اے خدا تو ہمارے گناہ معاف کر دے۔ ہمیں پھر وہ دن عطاء فرما کہ ہم دوبارہ جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اور اپنے پیاروں کی زیارت کر سکیں۔ دس روز برکات کے سایہ میں وقت گزار کر جماعتی احکامات کی تکمیل میں مورخہ 31 دسمبر 2014 کو واپس آنا پڑا۔

بیٹھ کر دارالمسیح کے سایہ میں سوچا کے
یہ سعادت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے

مرسلہ: سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ امریکہ

جلسہ سالانہ کی کچھ یادیں اور کچھ باتیں

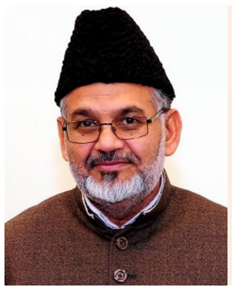

خاکسار اپنے والدین اور دادا، دادی کے ساتھ چنی گوٹھ ضلع بہاولپور میں رہائش پذیر تھا۔ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور دسویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ دسویں تک میں کبھی ربوہ نہیں آیا تھا اور نہ ہی کوئی جلسہ اٹینڈ کیا تھا۔ میرے والدین ہر سال ضرور جلسہ پر جاتے تھے اور جب ربوہ سے واپس آتے تو ربوہ شریف کی کچھ سوغات ضرور لاتے۔ جس میں لنگر کی روٹیاں، سرمہ نور، الیس اللہ کی انگوٹھیاں وغیرہ شامل ہوتی تھیں۔ ان دنوں سفر کے لئے چناب ایکسپریس اختیار کی جاتی تھی۔ اس میں احمدیوں کے لئے زائد بوگیاں بھی لگتی تھیں۔

چونکہ جلسہ سردیوں میں ماہ دسمبر کی آخری تاریخوں میں ہوتا تھا تو سفر کے لئے اباجان نے ایک بستر بند بھی خریدا تھا۔ اس میں رضائی اور گدا اور تکیہ وغیرہ جلسہ کے دنوں میں استعمال کے لئے ڈالا جاتا تھا یہ کافی مضبوط ہوتا تھا اور ایک لمبا عرصہ ساتھ دیتا رہا۔ بلکہ جامعہ سے خاکسار 1973ء میں فارغ ہوا تو اپنی پہلی تقرری جس گاؤں میں ہوئی (لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد) اپنے دیگر سامان کے ہمراہ میری والدہ صاحبہ نے وہ جلسہ والا بستر بند بھی خاکسار کو رضائی ڈال کر دے دیا۔ خاکسار 1966ء میں میٹرک کے بعد پہلی مرتبہ ربوہ آیا اور جامعہ میں داخلہ لیا۔ جامعہ کے پرنسپل حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم تھے اور وہی افسر جلسہ سالانہ بھی ہوتے تھے۔

جلسہ کے دنوں میں ربوہ کی رونق پہلی مرتبہ دیکھی۔ تمام جماعتی عمارتوں اور ادارہ جات، سکول کالج وغیرہ میں خیمے ہی خیمے مہمانوں کے لئے لگ جاتے تھے، بھرپور انداز میں مہمان نوازی کا جذبہ اہالیانِ ربوہ میں ابھر جاتا تھا۔ خیمے اور چھولداریاں مسجد مبارک کے سامنے بھی لگ جاتی تھیں۔

اس سے قبل والدین جب بھی جلسے پر آتے تھے تو وہ میرے تایا جان سید منیر احمد شاہ صاحب کے ہاں ٹھہرتے تھے، یا کبھی کسی اور عزیز کے گھر، مگر اس مرتبہ میں نے چاہا کہ وہ میرے ساتھ ہی ٹھہریں۔ اس کے لئے میں نے مکرم محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم کی خدمت میں درخواست دی اور مجھے بھی ایک چھولداری (خیمہ) الاٹ ہوگیا اور تھا بھی وہ مسجد مبارک کے سامنے والے پلاٹ میں۔ الحمد للہ

جامعہ احمدیہ کے تمام طلباء کی ڈیوٹیاں جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کے لئے لگتی تھیں۔ چنانچہ میری سب سے پہلی ڈیوٹی شعبہ استقبال میں لگی۔ اس کے ناظم تھے محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم۔ شعبہ استقبال میں ڈیوٹی ربوہ ریلوے سٹیشن پر اور ربوہ کے اڈہ پر ہوتی تھی۔ ہر دو جگہ پر خیمہ لگ جاتا تھا اور آنے والے مہمانوں کا استقبال کرنے کے لئے انہیں اھلاً وّ سَھلاً وّ مَرحبا لاؤڈ سپیکر پر کہا جاتا تھا۔ ڈیوٹی دینے والوں کا کام ہوتا تھا کہ وہ سب مہمانوں کو دیکھیں اگر کسی کو مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کریں یہاںتک کہ اگر کسی کا سامان اٹھا کر گھر بھی پہچانا پڑے تو وہ بھی کرنا ہوتا تھا۔ ہر قسم کی مدد کو فوری اور یقینی بنانا ہوتا تھا۔ جب گاڑیاں ریلوے سٹیشن ربوہ پر آتی تھیں اور ان سے مہمان باہر نکلتے وہ منظر دل اور طبیعت پر ایک گہرا اثر چھوڑتا تھا۔ تلاوت ہو رہی ہے، نظمیں پڑھی جارہی ہیں، مہمانوں کو اھلاً و سھلاً اور خوش آمدید کہا جارہا ہے، ہر کوئی ایک دوسرے سے مل کر اتنا خوش کہ جس کا حساب ہی نہیں۔ یہ منظر ایک روحانی کشش اور تاثیر لئے ہوتا تھا۔

1966ء کا جلسہ پہلا جلسہ تھا جس پر خاکسار نے استقبال کے شعبہ میں ڈیوٹی دی۔ پورا جلسہ تو ڈیوٹیوں کی وجہ سے کبھی سن نہ پایا۔ البتہ اپنے ناظم صاحب کی اجازت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقاریر جلسہ میں ضروری سنی ہیں۔ پہلے جلسہ پر ہی جب ضلع بہاولپور کی جماعت کی حضرت خلیفہ ثالثؒ سے ملاقات تھی اس میں بھی خاکسار شامل ہوا تھا۔ قصر خلافت میں اتنا ہجوم ملاقاتیوں کا خاکسار نے اس سے قبل کہیں نہیں دیکھا تھا۔

جلسہ سے ایک دو روز قبل گول بازار کے پیچھے جہاں دفتر جلسہ سالانہ ہے پہلے اس کی کوئی خاص عمارت نہ ہوتی تھی صرف دو تین چھوٹے چھوٹے کمرے اور باقی کھلی جگہ ہوتی تھی۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لا کر جلسہ کے کارکنان کا معائنہ کرتے اور اپنی ہدایات سے نوازتے تھے۔ تمام ڈیوٹی دینے والوں کے نام اس کے شعبہ کے نیچے لکھے ہوتے تھے۔

خاکسار کی ڈیوٹی اگلے سال 1967ء میں لنگر خانہ نمبر 1 میں لگی۔ اس کے ناظم مکرم محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم ہوتے تھے۔ یہاں پر پہلی ڈیوٹی معاون روٹی پکوائی اور روٹیوں کی گنتی پر تھی اور اس کے بعد سے 1978ء تک خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی لنگر خانہ نمبر 1 میں ڈیوٹی لگتی رہی۔ ’’ایں سعادت بزور بازو نیست۔‘‘

صرف ایک سال ناظر صاحب اصلاح وارشاد مولانا عبدالمالک خان صاحب نے اپنے ساتھ جلسہ سالانہ کے سٹیج پر لگائی تھی۔ لیکن دوبارہ مکرم محترم مرزا خورشید احمد صاحب نے انہیں خط لکھ کر مجھے واپس لنگر خانہ 1 بلوا لیا۔

لنگر ایک کی جملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ یہ لنگر سب سے پہلے شروع ہوتا تھا اور سب سے آخر میں بند ہوتا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر اس لنگر میں آخری دن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شام کے وقت دعوت بھی ہوتی تھی۔ جس میں مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب افسر رابطہ، مکرم میر داؤد احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ، مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظم لنگر، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم، مکرم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب مرحوم، مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب، مکرم پروفیسر عبدالرشید غنی صاحب مرحوم۔ مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب مرحوم، مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب سابق صدر عمومی، مکرم چوہدری محمد علی صاحب وغیرہم کا شامل ہونا یاد ہے۔

اس وقت خصوصیت کے ساتھ مکرم رانا محمد دین صاحب کھانا بنایا کرتے تھے جس میں مغز پائے، آلو گوشت، دال، گڑ والے چاول اور گرم گرم تنور کی روٹیاں ہوتی تھیں۔ مٹی کے برتنوں میں کھانا پیش ہوتا تھا۔

قارئین کے ازدیاد علم کے لئے یہ لکھنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ اس وقت جتنے بھی لنگر چلتے تھے سب میں کھانا پکانے کا کام لکڑیوں کے جلانے سے ہوتا تھا، مثلاً سالن دیگ میں جب پکتا تھا تو دیگیں مٹی کے چولہوں پر اور ان چولہوں میں لکڑیاں جلائی جاتی تھیں۔ اسی طرح روٹی تنوروں میں پکتی تھی اور تنوروں میں لکڑیاں جلائی جاتی تھیں۔ جب تنوروں میں لکڑی ڈالی جاتی اس کی وجہ سے شدید دھواں نکلتا تھا جس سے آنکھوں میں آنسوؤں کا آنا قدرتی بات تھی۔ حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم نے لنگر خانوں میں گیس کے تنور لگانے کا انتظام کروایا۔ یہ غالباً 1968-69ء کا واقعہ ہے۔ اس کی الگ تفصیل ہے۔ لیکن پہلے تنوروں کی جگہ نئے تنور ڈالنے تھے، ان کے لئے کھدائی کا کام کرنا تھا۔ ادھر جلسہ بھی نزدیک آ گیا تھا اور انہی دنوں عید الاضحیٰ بھی قریب تھی یہ ساری باتیں اکٹھی ہوگئیں تو میر صاحب مرحوم نے جامعہ کے طلباء کی عید کی چھٹیاں منسوخ کر دیں سب طلباء کو لنگر ایک میں تنوروں کی کھدائی کے لیے وقار عمل پر لگایا۔ عید کے دن بھی عید کی نماز پڑھ کر سب طلباء جامعہ لنگر ایک میں حاضر ہو گئے جن میں خاکسار بھی شامل تھا، سارا دن وقار عمل کیا، زمین کھودی گئی، دوپہر کو محترم میر صاحب مرحوم نے سب کے لئے عید کا کھانا جس میں قورمہ، پلاؤ اور زردہ تھا سب کو کھلایا۔ سوئی گیس کے تنوروں اور روٹی کی مشینوں پر ان دنوں خاکسار کو یاد ہے مکرم مرزا لقمان صاحب حال پورٹ لینڈ اور مکرم ملک منور صاحب لاہوری اپنی ٹیم کے ساتھ بڑی تندہی کے ساتھ کام کرتے تھے۔

ربوہ میں جلسہ کے دنوں میں جلسہ کی تقاریر کے پروگراموں کے علاوہ ایک دو باتیں اور ایسی ہیں جو ہر شخص کو متاثر کرتی تھیں ایک تو مساجد میں اور خصوصاً مسجد مبارک میں نماز تہجد کا قیام اور درس، دوسرے ہر جگہ بروقت کھانے کی ترسیل۔

ہر گھر میں کم از کم 20-25 مہمان تو ضرور ٹھہرے ہوتے تھے یہ کم سے کم والی تعداد ہے ورنہ اوسطاً تو 35-40 سے زائد ہر گھر میں مہمان ٹھہرے ہوتے تھے، باقی مہمانان کرام جماعتی ادارہ جات کی عمارتوں میں اور پھر جتنے گراؤنڈ تھے خواہ وہ عمارتوں کے ہوں یا باہر ہوں سب میں خیمہ جات نصب ہوتے تھے جن میں مہمانوں کو ٹھہرایا جاتا تھا اور پھر دسمبر کی شدید سردی میں ہر جگہ کھانا پہنچایا جاتا تھا۔ یہ سارے مناظر دیدنی ہوتے تھے۔ اور جن گھروں میں مہمان ہوتے تھے وہ اتنے مہمانوں کی پرچی بنوا کر نزدیکی لنگر خانہ سے کھانا لے کر آتے تھے۔

ایک اور واقعہ جو ذہن میں نقش ہے کہ جب جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو ربوہ کی دیواروں پر جہاں جگہ جگہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تحریر تھا یا قرآنی آیات اور الہامات حضرت مسیح موعودؑ یا تحریرات درج تھیں جن میں نماز کا، ذکر الٰہی کا، درود شریف کا، اچھے اخلاق اپنانے کا ذکر تحریر تھا حکومتی کارندوں نے اور مولویوں نے مٹانا شروع کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ بھی تحریک کی کہ غیر ممالک سے نمائندگان جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آیا کریں۔ ان غیر ملکی نمائندگان کے لئے جلسہ کی سٹیج پر بیٹھنے کا انتظام ہوتا تھا تو حضور رحمہ اللہ نے اپنی تقریر میں بڑے جلالی انداز سے فرمایا کہ یہ لوگ کلمہ کو اور دیگر تحریرات کو دیواروں سے مٹا رہے ہیں آپ نے سارے نمائندگان کو جو غالباً 18 ممالک سے تشریف لائے ہوئے کھڑے ہونے کا ارشاد فرمایا اور کہا کہ ’’دیواروں پر سے تو آپ کلمہ کو مٹا سکتے ہو، مگر ان لوگوں کے دلوں سے کلمہ کو اور اسلام کی صداقت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کو کیسے مٹاؤ گے۔‘‘

اس عاجز نے 1966ء سے 1977ء تک 11 سال جلسہ ربوہ میں

دیکھا اور ایک سال شعبہ استقبال میں تو باقی سارے سالوں میں لنگر خانہ نمبر1میں ڈیوٹی کی سعادت پائی۔ مئی 1978ء میں خاکسار گھانا مغربی افریقہ خدمت دین کے لئے روانہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پر بھی جلسہ سالانہ بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہر سال ہوتا ہے اور بڑی شان کے ساتھ گھانا میں جلسہ سالانہ اپنے پرانے ہیڈکوارٹر سالٹ پانڈ میں سمندر کے کنارے پام کے درختوں کے نیچے ہوتا رہا۔

1979ء کا پہلا جلسہ خاکسار نے وہاں دیکھا۔ ہزاروں کی تعداد میں مسیح موعود علیہ السلام کے پروانے جلسہ کے لئے وہاں پہنچ جاتے تھے۔ وہاں پر بھی جلسہ پر آنیوالوں کا ہجوم دیدنی ہوتا تھا۔ احباب بسوں کے ذریعہ، گاڑیوں کے ذریعہ، ٹیکسی کے ذریعہ، نظمیں پڑھتے، درود شریف پڑھتے ہوئے، اپنی مقامی زبان میں نغمے الاپتے، نعرے مارتے جلسہ گاہ میں داخل ہوتے تھے۔

اس وقت وہاں پر لنگر خانے کا اس طرح انتظام تو نہیں تھا جس طرح قادیان یا ربوہ میں ہوتا ہے لیکن وہاں پر بھی بہت وسیع پیمانے پر کھانے کے انتظامات ہوتے تھے، مرد اور عورتیں کھانا پکانے میں شریک ہوتے تھے۔

ایک خاص بات جلسہ کے موقع پر ان دنوں کی یہ ہے کہ ان دنوں میں چندہ کی تحریک جلسہ کے دنوں میں کی جاتی تھی اور لوگ مالی قربانی دل کھول کر کرتے تھے بلکہ اس طور پر کہ بعض اوقات مالی قربانی کے جوش میں لوگ جو کچھ جیب میں ہوتا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیتے اور ان کے پاس واپسی کا کرایہ بھی نہ ہوتا تھا۔ پھر وہ کسی سے ادھار لے کر واپس جاتے اور قرض واپس کرتے تھے۔ اس اخلاص کا خاکسار خود عینی گواہ ہے۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے گھانا کا دورہ فرمایا تو آپ نے یہ ترغیب دی اور چندوں کے صحیح نظام کو یعنی چندہ عام جلسہ سالانہ وغیرہ شرح کے مطابق اور آمدن کے مطابق ماہ بماہ ادا کرنے کی تحریک فرمائی۔

1979ء سے 1982ء تک خاکسار نے گھانا مغربی افریقہ میں جلسوں میں شمولیت کی جلسہ کے موقعہ پر دو سال نماز تہجد باجماعت پڑھانے اور دو سال درس دینے کا موقع بھی ملا۔ الحمدللہ

1982ء کے بعد خاکسار کو 2008ء میں امریکہ کے نمائندہ کے طور پر گھانا کے جلسہ میں دوبارہ شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ خلافت جوبلی کا جلسہ تھا اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس میں شامل ہونے کے لئے بنفس نفیس تشریف لائے تھے۔ ہمیں ائرپورٹ پر استقبال کرنے کی سعادت بھی ملی۔

اس جلسہ میں تو ایسا لگتا تھا کہ ہم حج کے موقع پر عرفات کے میدان میں آ گئے ہیں۔ بے حد گرمی نہ کوئی درخت کا سایہ، نہ کوئی سائبان، باغ احمد (سویڈرو کے نزدیک جگہ جو جلسہ گاہ ہے) میں اس جلسہ کا اپنا ہی نظارہ تھا۔ ایک لاکھ سے زائد حاضرین تھے، سب نے سفید لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔

ایک تو جوبلی کا جلسہ تھا پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد نے تو گویا چار چاند لگا دیئے تھے۔

جس دن جمعہ تھا لوگ گرمی میں کھلے آسمان تلے، صبح 10 بجے سے بھی پہلے آ کر بیٹھنا شروع ہو گئے تھے۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ حضور کو نزدیک سے دیکھے۔ ان کا یہ شوق اور اشتیاق دیدنی تھا۔ جمعہ پڑھانے کے بعد جب حضور واپس تشریف لے کر گئے ہیں اپنی رہائش گاہ کی طرف تو وہ منظر تو ایسا جذباتی تھا کہ الفاظ میں بھی بیان نہیں ہو سکتا۔ عورتوں نے اپنے بچوں کو کاندھوں پر بٹھایا ہوا تھا، بھاگ رہی تھیں کہ کسی طرح ان کے بچوں کی نظریں حضور انور پر پڑ جائیں۔

1982ء میں خاکسار گھانا سے سیرالیون گیا۔ وہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال بو (Bo) میں جلسہ ہوتا ہے۔ احمدیہ سیکنڈری سکول کے وسیع و عریض احاطہ میں۔

یہاں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح سے اتوار کی صبح تک 3دن تہجد میں اور فجر کی نماز میں اتنی ہی حاضری ہوتی ہے جتنی کہ جلسہ کے وقت۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

یہاں پر بھی لنگر کا اس طرح انتظام نہیں ہوا تھا ہر قبیلے کے لوگ یا جماعتوں کے لوگ اپنا اپنا کھانا خود پکاتے تھے۔ مالی قربانی کا یہاں بھی اسی طرح رواج تھا جس طرح خاکسار نے گھانا کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ جلسہ کے موقع پر ہی مالی قربانی زیادہ تر اکٹھی کی جاتی تھی۔ ماہانہ چندے بھی لئے جاتے تھے مگر زیادہ زور مالی قربانی کا جلسہ کے ایام میں ہی ہوتا تھا۔

جلسہ پر آنے والوں کا یہاں بھی اسی طرح استقبال ہوتا ہے، اسی طرح شعبے کام کرتے ہیں۔

خاکسار کو 2013ء میں مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے سیرالیون کے جلسہ میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اب تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی نئی نئی راہیں کھل چکی ہیں، جلسہ کے انتظامات میں بھی بہت بہتری آئی ہے۔ کافی سالوں سے ہیڈ آف دی سٹیٹ صدر مملکت اپنی کابینہ کے ساتھ پورے سیشن میں شامل ہوتے ہیں۔ جماعتی خدمات کو سراہتے ہیں۔ جلسہ کے موقع پر احمدیہ سیکنڈری سکول میں صدر مملکت کو گارڈ آف آنر بھی پیش کیا جاتا ہے، سارے شہر کے لوگ اسے دیکھنے کے لئے اُمڈ آتے ہیں اور یہ ساری مفت میں تبلیغ ہو جاتی ہے۔ شاذ ہی کوئی ایسا شخص ہے جسے جماعت احمدیہ کا پتہ نہ ہو اور خدا تعالیٰ کے فضل سے شاملین جلسہ بھی خدا تعالیٰ کے ان فضلوں سے پورا حظ اٹھاتے ہیں اور شکر خداوند بجا لاتے ہیں، کہاں وہ وقت جبکہ ہمارے پرانے مبلغین کرام سروں پر سامان اٹھائے گاؤں گاؤں پھرتے تھے، بعض اوقات مہمان نوازی کرنے کا سوال ہی نہیں، اپنے گاؤں میں رہنے کی اجازت بھی دینا گوارا نہ کرتے تھے، مگر اب خدا تعالیٰ کی شان کہ صدر مملکت کو وہاں گارڈ آف آنر پیش کیا جاتا ہے اور جماعت کا نام بار بار دہرایا جاتا ہے۔ نعرۂ تکبیر بلند ہوتا ہے غلام احمد کی جے کا نعرہ افریقن لوگوں کی زبان سے سن کر عجب وجد طاری کرتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

اگرچہ یہ جلسہ کے بارے میں اپنی یادداشت لکھ رہا ہوں، سیرالیون میں جلسہ کے تعلق میں ایک عجیب روحانی واقعہ بھی پیش آیا اس کا ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا۔

گھانا میں 4سال خاکسار بغیر فیملی کے رہا۔ سیرالیون میں خاکسار کی فیملی جب آئی تو اگلے سال ہم نے جلسہ پر جانا تھا سوچا کہ دونوں بچوں کے لئے (عزیزم سید ممتاز احمد اور عزیز سید سعادت احمد) جو اس وقت علی الترتیب 6اور 5 سال کے تھے، کے لئے نئے کپڑے جلسہ کے لئے بنوالوں۔ ان دنوں مگبورکا نارتھ ریجن میں متعین تھا۔ خاکسار نے بچوں کے کپڑے ایک درزی کو جو مشن ہاؤس کے پاس تھا، سلنے کے لئے دیئے، اس نے وعدہ کیا کہ ہمارے سفر پر روانہ ہونے سے 3 دن قبل وہ کپڑے دے دے گا۔ مگر کپڑے نہ سلے تھے۔ خاکسار نے انہیں وعدہ یاد دلایا تو کہنے لگا کہ کل لے جائیں، میں اگلے دن گیا مگر پھر بھی کپڑے تیار نہ تھے۔ کہنے لگا کہ اچھا کل ضرور مل جائیں گے، جب پھر گیا تو وہ کپڑے سی رہا تھا تیار نہ تھے، ایک نوجوان آدمی جو مجھے بڑا بھلا مانس شریف النفس لگا اس کی کپڑے سینے میں مدد کر رہا تھا۔ خیر میں نے اس نوجوان سے کہا کہ میں اب سفر پر جا رہا ہوں جب میں واپس آ جاؤں گا تو مجھے ملنا۔ جلسہ کے بعد واپس آیا اور نوجوان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اور کیا کام کرتا ہے؟ کہنے لگا کہ میرا نام ڈیوڈ فوفانا ہے اور میں یہاں کے مشن کے ساتھ ہی جو ''مرانا تھا'' چرچ ہے اس میں پادری ہوں۔ میں نے کہا اور؟ کہنے لگا کہ میرے والدین مسلمان ہیں اور فلاں جگہ میرا گاؤں ہے۔ میرا دادا بھی گاؤں کا چیف ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم پادری کیسے بنے؟ کہنے لگا کہ میں دل سے مسلمان ہی ہوں لیکن میں غریب آدمی ہوں میرے پاس تعلیم کے لئے اخراجات نہ تھے، ان چرچ والوں نے میری مدد کی اور مجھے جاب دی ہے اس چرچ میں، جس کی وجہ سے میں اب ان کا پرچار کر رہا ہوں، میں نے کہا کیا تم دل سے مسلمان ہو کہنے لگا بالکل مسلمان ہوں، میں نے کہا کہ اگر میں تمہیں نوکری دوں تو کیا تم چرچ کی ملازمت اور عیسائیت چھوڑ سکتے ہو، کہنے لگا کہ ہاں۔ میں نے کہا ذرا بیٹھو، میں ابھی آتا ہوں۔ میں کمرے میں گیا اور اپنے ایک احمدیہ سکول کے ہیڈ ماسٹر کے نام خط لکھا کہ اس نوجوان کو سکول میں فوری طور پر جاب دے دو۔ ''استاد رکھ لو''۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے اسے جاب دی اور سکول میں ٹیچر رکھ لیا۔ مجھے یہ احساس تھا کہ ایک مسلمان محض پیسوں اور جاب نہ ہونے کی وجہ سے عیسائیت کی آغوش میں آ گیا ہے۔ چنانچہ اسے جاب مل گئی۔ قریباً دس بارہ دن کے بعد وہ مجھے خود ملنے آیا کہنے لگا کیا آپ مجھے احمدیت کے بارے میں بتا سکتے ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں نے تمہیں اس لئے جاب نہیں دلوائی کہ تم احمدی ہو جاؤ۔ وہ میرا اخلاقی فرض تھا، کہنے لگا کہ نہیں میں روزانہ سکول جاتا ہوں پڑھاتا ہوں، وہاں دیگر اساتذہ سے ملتا ہوں اور ماحول کو دیکھ رہا ہوں جس سے میں بہت متاثر ہوں اس لئے میں احمدیت کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ خاکسار نے یہ بات دوبارہ وضاحت سے بیان کی کہ آپ کو جو نوکری دی گئی ہے اس سے یہ نہ سمجھو کہ میں تمہیں احمدی کرنا چاہتا ہوں۔ بہرحال اسے میں نے احمدیت کی ابتدائی باتیں بتائیں وہ سن کر چلا گیا۔ خاکسار نے ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں اس سارے واقعہ کے بارے میں لکھ دیا اور دعا کی درخواست کی۔ یہ نوجوان کچھ دنوں کے بعد پھر آیا اور پھر احمدیت کے بارے میں مزید معلومات لیں۔ اتنے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے دعاؤں بھرا خط ملا اور اس میں ساتھ لکھا تھا کہ ''ان شاء اللہ یہ نوجوان احمدیت قبول کرے گا۔'' جس دن یہ خط ملا اسی دن سہ پہر کے قریب یہ نوجوان آیا کہ میں احمدی ہونا چاہتا ہوں۔ اور اس طرح یہ نوجوان مسٹر ڈیوڈ فوفانا حلقہ بگوش احمدیت ہو گیا۔ الحمدللہ میرے حساب میں یہ بھی جلسہ سیرالیون کی ایک برکت تھی، لیکن یہ برکت یہیں پر ختم نہیں ہوتی اس کے نیک اثرات آگے بھی چلتے ہیں۔

پھر ہم نے اس کے گاؤں میں احمدیت کی تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ وہ ایک الگ ایمان افروز واقعہ ہے پھر ذکر ہو گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ سارا گاؤں احمدی ہوا۔ اور مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے اپنے دورہ سیرالیون کے موقعہ پر اس گاؤں کا وزٹ بھی کیا تھا اس گاؤں کا نام روکمبی (Rokombi) ہے۔ جو مائل 91 کے

ساتھ ہے۔

چند سال پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار اور خاکسار کی فیملی کو یہاں برلب سڑک جو فری ٹاؤن اور بو کے درمیان ہے ایک اچھی خوبصورت مسجد حضور انور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے تعمیر کرنے کی بھی توفیق ملی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

سیرالیون میں جلسہ کے حوالہ سے ایک اور بات بلکہ واقعہ کا ذکر کرنا بھی مناسب ہو گا کہ ان دنوں جلسوں کے موقعہ پر ہی زیادہ چندہ اکٹھا کیا جاتا تھا، مالی قربانی پر ایک تقریر ہوتی تھی پھر جماعت کے بڑے سرکردہ احباب آ کر مالی قربانی پیش کرتے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا تانتا بندھ جاتا تھا اور مالی قربانی ہوتی تھی۔ خاکسار نے جیسا کہ بتایا ہے کہ ''مگبورکا'' میں متعین تھا، اور یہ نارتھ ریجن میں واقع ہے۔اس سے قبل ساؤتھ، ویسٹ کے ریجن جن میں فری ٹاؤن، بو اور کینیمار شہروں کی جماعتیں ہمیشہ مالی قربانی میں احمدیہ فلیگ Flag علم انعامی کے طور پر لے جاتی تھیں، اس ریجن کی باری کبھی نہیں آئی۔ چنانچہ خاکسار نے اپنی جماعتوں کا بار بار دورہ کیا اور ہر احمدی سے ملاقات کی مالی قربانی کی اہمیت و برکات بتائیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے 1984ء سے جلسہ میں ہمارے ریجن نے پہلی مرتبہ علم انعامی مالی قربانی میں حاصل کیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

جلسہ یو ایس اے

خاکسار کو 10 ستمبر 1987ء کو امریکہ خدمت دین کے لئے بھیجا گیا اور ڈیٹن میں متعین ہوا۔ اور پچھلی تین دہائیوں سے یہاں امریکہ کے جلسہ میں شمولیت کی توفیق مل رہی ہے۔ پہلے تو یہاں یہ جلسہ یونیورسٹیوں میں ہوتا تھا۔ حاضری بھی اس وقت کے لحاظ سے مناسب ہی ہوتی تھی۔ کھانے کا بندوبست یونیورسٹی کے کچن سے ہی ہوتا تھا جو کہ بہت مہنگا پڑتا تھا۔ پھر مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب مرحوم کی تگ و دو سے مکرم محترم مرزا مظفر احمد صاحب کی امارت میں لنگر خانہ کا انتظام شروع ہوا جو اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے اور اس انتظام میں ہر سال مزید وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ الحمدللہ

اس وقت امریکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ اپنا اکہتر واں (71) جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

خاکسار نے جیسا کہ بتایا ہے کہ ستمبر 1987ء میں یہاں آیا۔ پہلا جلسہ 1988ء میں مشاہدہ کیا۔ اس وقت امریکہ کے امیر و مشنری انچارج مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم تھے۔ ان ایام میں مکرم مشنری مبشر احمد صاحب جلسہ گاہ کے افسر تھے اور ان کے ساتھ ساتھ مکرم ملک مسعود احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ ہوتے تھے۔ ہر دو کو ایک لمبا عرصہ اس خدمت کا موقع ملا ہے۔ مکرم مبشر احمد صاحب جب افسر جلسہ گاہ تھے تو خاکسار کو ان کے ساتھ دو دفعہ ناظم پروگرام، دو دفعہ نائب افسر جلسہ گاہ بھی خدمت کا موقع ملا۔ الحمدللہ

جلسے جو خاکسار نے شروع میں دیکھے وہ بالٹی مور کی ایک یونیورسٹی میں پھر ڈیٹرائٹ میں اور پھر نیویارک میں اور اس کے بعد مسجد واشنگٹن میں ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہمارے جلسوں کو برکت اور رونق بخشی۔ مسجد بیت الرحمان میں جلسے باہر پارکنگ لاٹ میں ٹینٹ لگا کر ہوتے تھے۔ شدید گرمی، جگہ تھوڑی بلکہ واش روم کی کمی بھی اس موقع پر بہت شدت سے محسوس ہوتی تھی۔ مگر مسیح موعودؑ کے یہ پروانے ہر قسم کی تکلیف کو بالائے طاق رکھتے اور جلسہ میں شامل ہوتے، نہ صرف جلسہ میں شامل ہوتے بلکہ مغرب و عشاء کے وقت مجلس عرفان ہوتی اور حضورؒ اس میں احباب کے سوالوں کے جواب دیتے اور آمین کی تقاریب منعقد ہوتی تھیں۔

ورجینیا کے Expo سینٹر میں بھی کچھ عرصہ ہمارا جلسہ ہوا، ہر جگہ ہر سال جگہ کی قلت محسوس ہوتی رہی۔ جلسہ سالانہ کے افسران میں مکرم عبدالشکور احمد صاحب نے بھی کافی خدمت کی ہے۔ ان کے بعد مکرم وسیم حیدر صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بطور افسر جلسہ سالانہ ایک لمبے عرصہ تک خدمت کی توفیق ملی اور اب کئی سالوں سے مکرم ملک بشیر احمد صاحب یہ خدمات بجا لا رہے ہیں۔

جیسا کہ خاکسار نے بتایا ہے کہ مکرم محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب 1989ء میں امریکہ کے امیر بنے اور ان کے دورِ امارت میں یہ جلسہ اکثر مسجد بیت الرحمان میں ہی ہوتا رہا۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر بنے، ان کے دور امارت میں جلسہ ہیرس برگ کے Expo سینٹر میں ہونا شروع ہوا۔ اور اب مکرم مرزا مغفور احمد صاحب گزشتہ 3 سالوں سے جماعت کے امیر ہیں اور جلسہ کی مناسب جگہ کی بھی تلاش ہو رہی ہے اور جلسہ فی الوقت یہیں پر ہو رہا ہے۔ گزشتہ 3 دہائیوں میں جلسہ ترقیات کی منازل چھو رہا ہے۔ حاضری بڑھ رہی ہے انتظامات میں وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ مکرم مرزا احسان نصیر احمد صاحب افسر جلسہ گاہ کے طور پر کئی سالوں سے خدمات بجا لا رہے ہیں جن کے ذمہ جلسہ کا پروگرام مرتب کروانا ہے۔ آپ محترم امیر صاحب کی ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے جلسہ کا تھیم اور پھر جلسہ کے مقررین کا انتخاب کرتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ تقاریر کے لئے مواد کی فراہمی بھی کرتے ہیں۔ خاکسار کو بھی ان کے ساتھ کئی سالوں سے بطور نائب افسر جلسہ گاہ خدمت کی توفیق اور سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تلاوت، تقاریر اور نظموں کا معیار بھی بہت اچھا ہو رہا ہے۔ الحمدللہ

دراصل جلسہ کی دو ہی چیزیں ہیں جو اسے معراج دیتی ہیں۔ ایک تو حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ لنگر خانہ یعنی ضیافت جس کا دوسرا مطلب ہے کہ ہر مہمان کو اچھا کھانا بروقت مل جائے اور پھر تقاریر کا پروگرام۔ باقی ساری چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

اس ضمن میں میں دوبارہ پہلے کی طرف جاتا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ جب میں امریکہ آیا تو اس وقت کچھ جلسے یونیورسٹی کے ماحول میں ہوئے اور کھانے کا انتظام بھی کچھ پسندیدہ نہ تھا اور مہنگا بھی بہت تھا۔ لیکن سب کی مجبوری تھی۔ ابھی یہاں پر لنگر کا باقاعدہ انتظام نہ چلا تھا۔ مناسب کارکن بھی نہیں مل رہے تھے۔

1991ء میں جب جلسہ ڈیٹرائٹ میں ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شرکت فرمائی تھی۔ اس جلسہ کے اختتام پر حضورؒ نے فرمایا۔

''آئندہ امریکہ میں لنگر چلنے چاہئیں۔''

بس خلیفہ وقت کی اس خواہش اور اظہار میں خدا تعالیٰ نے ایسی برکت رکھی کہ صحیح مخلص خادم سلسلہ کارکن میسر آ گیا اور ان کا نام ڈاکٹر صلاح الدین مرحوم تھا۔ پی ایچ ڈی تھے ماشاء اللہ۔ ان میں لنگر خانہ مسیح موعود کی خدمت کی ایک تڑپ، لگن پائی جاتی تھی۔

پھر 1992ء میں لنگر خانہ اور جلسہ کے انتظامات کے لئے ایک میٹنگ مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے گھر ہوئی جس میں لنگر خانہ کا انتظام چلانے کے لئے بڑی دیر تک بحث ہوئی۔ بالآخر مکرم ڈاکٹر صلاح الدین مرحوم نے سب کے دل جیت لئے یہ کہہ کر کہ: ''خدا تعالیٰ کے فضل اور مدد کے ساتھ، انشاء اللہ ضرور۔'' یہ جواب تھا صلاح الدین صاحب کا۔

ڈاکٹر صلاح الدین صاحب نے اس کام کو تادم واپسی جس محنت اور ان تھک کوششوں سے نبھایا میرے پاس الفاظ نہیں کہ ان کا تذکرہ کروں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ آج بھی یہ لنگر مسیح موعود بڑی کامیابی کے ساتھ اور اپنے نظام کی وسعتوں کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ الحمدللہ۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ لنگر کا کام چلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پھر ہزاروں مہمانوں کے لئے۔ پھر سب کام رضاکارانہ طور پر کیا جاتا ہے۔ مگر ڈاکٹر صلاح الدین صاحب مرحوم نے بڑی سادگی، عاجزی اور دعاؤں سے اخلاص کے ساتھ اپنی ٹیم کے ساتھ یہ کام کیا اور اپنے بعد ایک تیار شدہ ٹیم چھوڑی جو اس سارے کام کو نبھا رہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

یہ لنگر خانے کے بارے میں وسعت کی بات ہوئی ہے لیکن جب ہم عمومی جائزہ لیتے ہیں تو امریکہ میں جلسہ سالانہ کے انتظامات میں بہت وسعت اور تیزی پیدا ہوئی ہے۔ 1988ء کے جلسہ کا آج کے جلسہ سے مقابلہ کریں تو وسعت کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک تو یہی کہ یونیورسٹی کے محدود انتظامات اور جگہ سے نکل کر Expo سینٹر میں جلسہ ہو رہا ہے۔ Expo سینٹر رقبہ کے لحاظ سے بہت وسیع رقبہ ہے۔ ان میں کھانے کے انتظامات کے لیے بالکل الگ ایک جگہ بنائی جاتی ہے، جو جابجا قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے سجائی جاتی ہے۔ بازار الگ طور پر لگتے ہیں۔ بک سٹور اور پھر جلسہ کی تقاریر کا سپینش اور اردو میں ترجمہ کا نظام بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ 3 سالوں سے جاری ہو چکا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ آڈیو ویڈیو کے سسٹم میں تو بہت ہی وسعت پیدا ہوئی ہے۔ مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر اور ان کی ٹیم بڑی محنت سے یہ فریضہ گزشتہ کئی سالوں سے سرانجام دے رہی ہے۔

ہمارے پیارے امام بھی ہمارے جلسوں میں شریک ہوئے ہیں۔ حضور کی آمد سے جلسہ کی رونق، جلسہ کی حاضری اور لنگر خانہ کے انتظامات میں مزید وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی سب کا مشاہدہ بھی ہے۔ سب سے بڑھ کر حاضری بہت بڑھ جاتی ہے اور وہ لوگ بھی جو دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہیں اور جلسہ پر مشکل سے پہنچتے ہیں مگر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت سے ایسے لوگ اور فیملیز بھی حضور کی زیارت سے مشرف ہونے اور حضور کی تقاریر سننے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ستمبر 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب امریکہ تشریف لائے تو ساری ملاقاتیں ساری مجلس عرفان واشنگٹن کی مسجد فضل میں ہو گئے تھے کیونکہ تعداد ہی اتنی تھی۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر مسجد بیت الرحمٰن بھی چھوٹی پڑ جاتی ہے۔ ابھی گزشتہ اکتوبر 2019ء میں جب حضور انور یہاں تشریف لائے تو اگرچہ جلسہ نہ تھا مگر حضور انور کی آمد کی وجہ سے یہ بھی ایک منی جلسہ کا رنگ ہی رکھتا تھا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جماعت نے ترقی کرنا ہے اور کر رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خلافت کے سایہ تلے بڑھتے چلے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ حضور کی آمد پر انی معک یا مسرور کی معجزانہ برکتیں دیکھنے میں آئیں۔ ان کی تفاصیل بھی الفضل انٹرنیشنل اور بدر میں مکرم عبدالماجد طاہر صاحب کی رپورٹس میں شائع ہو چکی ہیں۔

اب مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب گزشتہ 3سالوں سے جماعت احمدیہ USA کے امیر ہیں۔ خاکسار ہر سال آپ کی جلسہ کے کارکنوں کو ہدایت سنتا ہے جس میں ہر موقع پر دردِ دل کے ساتھ آپ یہی بات دہراتے ہیں کہ دیکھنا کھانا کم نہ ہو جائے، دیکھنا ایک بھی مہمان بھوکا نہ رہے۔ دیکھنا ایک بھی ایسا مہمان نہ ہو جسے کھانا نہ ملے۔ اور آپ کا طریق بھی یہی ہے کہ جب سب مہمان کھا لیتے ہیں پھر ڈائننگ ایریا میں جاتے ہیں تا کہ پتہ لگ جائے کہ کوئی مہمان رہ تو نہیں گیا۔ کوئی ایسا شخص تو نہیں جسے اب تک کھانا نہ ملا ہو یا کہیں کھانا کم تو نہیں تھا۔"

21 جولائی 2017ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے کارکنان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی ایک بہت اہم شعبہ ہے، مہمان نوازی صرف کھانا کھلانا یا پانی پلا دینا یا زیادہ سے زیادہ رہائش کا انتظام کر دینا نہیں بلکہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ مہمان نوازی ہے۔ چاہے اسے کوئی بھی نام دیا گیا ہو۔"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اقتباس بھی سنایا:

"میرا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جائے۔" فرمایا: "مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ پس اس بات کو یاد رکھنا چاہئے اور اپنی طبیعت پر جبر کر کے بھی اگر کوئی بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہوں ہمیں مہمان کو آرام اور سہولت پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔"

حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے فرمایا:

"جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعودؑ کا مہمان ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا مہمان ہونے کی وجہ سے ہم نے ہر مہمان کو خاص مہمان سمجھنا ہے اور اس کی مہمان نوازی میں بھرپور کوشش کرنی ہے۔"

(ماخوذ از احمدیہ گزٹ النور مئی جون 2018ء مضمون امتیاز راجیکی صاحب)

خدا تعالیٰ کے فضل سے محترم مرزا مغفور احمد صاحب حضور انور کی انہی ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے کارکنان کو جلسہ کی خدمت اور مہمان نوازی کی طرف ہمیشہ توجہ دلاتے ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا افضال ہیں جن کا بطور تحدیث نعمت ذکر ہوا ہے، جلسہ کی برکتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خاکسار کو جون 2014ء میں برازیل کے جلسہ میں بھی مکرم فلاح الدین شمس صاحب نائب امیر امریکہ کے ساتھ وہاں کے جلسہ میں بطور نمائندہ امریکہ شامل ہونے کی سعادت ملی اور وہاں کی پہلی مسجد احمدیہ (بیت الاول) کے سنگِ بنیاد میں اینٹ رکھنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ۔ یہاں کا جلسہ بھی خاکسار نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ وہاں پر جماعت کے لحاظ سے تو ابھی اتنی وسعت نہیں ہوئی تاہم برازیل کے لوکل حکومتی اداروں سے مہمانان کرام تشریف لائے تھے۔ جن میں میئر، کونسل کے ممبران اور زندگی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے غیراز جماعت، پادری صاحبان، بینک مینیجرز، پروفیسرز، ڈائریکٹرز وغیرہ شامل تھے۔

یہاں پر امیر و مشنری انچارج مکرم وسیم ظفر صاحب کے ساتھ خاکسار کا اور کریم شریف صاحب کا برازیل کے TV چینل پر Live انٹرویو بھی نشر ہوا۔ جس میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیمات کا پرچار کیا گیا۔

خاکسار کو خدا تعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش کے ایک جلسہ میں بھی بطور مرکزی نمائندہ شامل ہونے کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈھاکہ بخشی بازار میں ہماری 6منزلہ عمارت بہت سارے اہم اداروں کو سموئے ہوئے ہے۔ اسکے احاطہ میں جلسہ ہوتا ہے۔ مخالفت کی وجہ سے ابھی تک باہر جلسہ نہیں ہو رہا۔ لیکن عاشقانِ احمدیت یہاں پر بھی ہر تکلیف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے شامل ہو رہے ہیں اور دور دراز علاقوں سے مخلصین جماعت جلسہ میں شامل ہونے آتے ہیں۔ یہاں بھی کھانا پکتا ہے، لنگر چلتا ہے، مہمانانِ کرام کو صبح کے وقت ناشتہ میں کھچڑی کھلائی جاتی ہے۔ اس کھچڑی میں چاول کے ساتھ دال، چکن اور بعض اوقات مچھلی بھی ڈالی جاتی ہے۔ چائے اور قہوہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

چھوٹی جگہ ہونے کے باوجود بھی ان کے دل بڑے کشادہ ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ جیسا کہ خاکسار نے بتایا کہ جگہ چھوٹی ہے پھر بھی 4ہزار سے زائد احباب جلسہ میں شامل ہو جاتے ہیں، اسکے علاوہ ریجنل جلسہ جات بھی ہوتے ہیں، اس مرکزی جلسہ کے فوراً بعد ایک ریجنل جلسہ سندر بن میں بھی ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو آسان فرمائے تا آسانی کے ساتھ بغیر کسی رکاوٹ اور دقت کے سب ایک جگہ جلسہ کے لئے اکٹھے ہو سکیں۔ ان شاء اللہ یہ سب کچھ ہو کر رہے گا۔ آمین

آخر میں یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ ایک بات یقینی ہے خواہ ہم کچھ کریں یا نہ کریں یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ جماعت نے ترقی کرنا ہے انشاء اللہ۔ اور ساتھ ساتھ جلسہ کے انتظام نے بھی۔ اور "وَسِّعْ مَکَانَکَ" کا الہام ہمیں ہر آن بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہر جگہ پورا ہوتا نظر آ رہا ہے۔

جلسہ خواہ گھانا میں ہو، سیرالیون میں ہو، امریکہ میں ہو، بنگلہ دیش میں ہو، دنیا کے کسی خطہ، دنیا کے کسی ملک میں ہو، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی روایات، جلسہ کے انتظامات سب ایک ہی طرز پر ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ضرورتیں تبدیل ہونے کے ساتھ بھی روایات ایک ہی ہیں۔ الحمد للہ۔ اور یہ سب کچھ صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر دلالت کرتی ہیں۔ ایک جماعت ہونے پر دال ہیں، الٰہی جماعت ہونے کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ اور ایک ہاتھ پر جمع ہو کر ایک ہی نظام میں پروئے جانے اور ایک ہی قسم کے خیالات اور ایک ہی قسم کا اوڑھنا بچھونا ہماری جماعت کی صداقت کی دلیل بن جاتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک و فضل اللہ۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اب جلسہ سالانہ نزدیک آ رہا ہے۔ تمام احباب دوست، بچے، خواتین جلسہ میں شرکت کو یقینی بنائیں اور اپنے اپنے کاموں کا حرج کر کے بھی جلسہ میں شامل ہوں۔ یہ خواہش حضرت مسیح موعودؑ کی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ جلسہ کے سارے پروگراموں کو تسلی کے ساتھ بیٹھ کر سنیں اور اس مقصد کو پورا کریں جس کے لئے یہ جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: جوبلی سالانہ جلسہ قادیان 1991ء کے موقع پر جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات ...... از صفحہ 19

ڈیوٹی دینے والے خدام کے اعزاز میں ضیافت کی تقاریب

1991ء کے صد سالہ جلسہ قادیان کے موقع پر لاہور کے خدام اور اطفال کو حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی دیکھ بھال اور خدمت کی جو غیرمعمولی توفیق ملی تھی اس پر لاہور میں خدام اطفال کے اعزاز میں دو دعوتوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ پہلی تقریب 31جنوری 1992ء کو بعد نماز مغرب بیت النور ماڈل ٹاؤن میں منعقد ہوئی تھی جس میں طاہر بلاک کے خدام و اطفال نے شرکت کی تھی۔ تقریب میں قادیان کے بابرکت ایام میں ڈیوٹیاں دینے والے خدام و اطفال کے کام اور جذبہ خدمت دین کو سراہتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا گیا۔ دوسری تقریب 14فروری شام پانچ بجے دارالذکر میں منعقد ہوئی جس میں مجالس گلشن پارک، مغلپورہ، شالامار ٹاؤن، گلبرگ، ڈیفنس سوسائٹی اور چھاؤنی کے خدام اور اطفال نے شرکت کی۔ تقریب کی صدارت مکرم چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ نے کی تھی۔ مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں موقع کی مناسبت سے خدام کے کام پر اظہار خوشنودی کیا اور آئندہ اس سے بڑی ذمہ داریاں نبھانے کی تیاری کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب، مہتمم عمومی مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کا اظہارِ خوشنودی۔ 1991ء کے صد سالہ جلسہ قادیان کے موقع پر لاہور کے خدام اور اطفال کی خدمات پر قائد ضلع لاہور کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں "قادیان جلسہ سالانہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے جس احسن رنگ میں آپ کو اور آپ کے خدام کو خدمت کی توفیق دی اس پر آپ سب دلی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ آپ کی قیادت میں خدام نے جس محنت، خلوص کے ساتھ لاہور میں مہمانوں کی خدمت کی وہ بھی قابلِ رشک ہے اور جلسہ سالانہ کے مہمانان نے لاہور کے خدام کی اس معیار کی خدمت کو بہت سراہا اور بہت دعاؤں سے نوازا۔ قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر لاہور کے خدام کے سپرد جو خدمتِ خلق کی ڈیوٹی دی گئی وہ بھی بہت احسن طریق سے سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور احسن جزاء سے نوازے"۔

مرسلہ: محمود احمد اختر

دیار مسیح قادیان کا دینی سفر

123 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2014ء کے یادگار لمحات

21 دسمبر 2014 ء کو ضلع میر پور آزاد کشمیر کا قافلہ جس میں تیس احباب و خواتین شامل تھے۔ صبح چار بجے درود شریف استغفار اور دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے میر پور آزاد کشمیر سے 123 ویں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لیے عازم قادیان ہوا۔ یہ قافلہ بذریعہ جی ٹی روڈ جہلم، گجرات اور گوجرانوالہ سے ہوتے ہوئے جب شاہدرہ لاہور پہنچا تو پروگرام کے مطابق لاہور کے خدام نے قافلہ کو اپنی نگرانی میں واہگہ بارڈر تک پہنچادیا ۔ واہگہ بارڈر پر ڈیوٹی پر مامور احباب جماعت نے والہانہ استقبال سے رونق بڑھائی۔ خدام نے سامان اتارا اور کیمپ پہنچے۔ جہاں مسیح موعودؑ کے لنگر سے آلو کی بھجیا اور حلوہ سے ناشتہ کیا اور چائے نوش کی۔ اس پر تکلف ناشتہ کرنے سے دل سے دعائیں نکل رہی تھی۔ لاہور کی انتظامیہ اور ان احباب جماعت کے لیے جو اتنی مستعدی سے چوبیس گھنٹے کام اور مہمانوں کی خدمت میں مصروف تھے۔ دفتری کارروائی کے بعد سارا قافلہ دیگر احباب جماعت کے ساتھ پاکستان کے پسنجر ٹرمینل سے کاغذات کی جانچ پڑتال کے بعد واہگہ بارڈر کراس کر کے انڈیا میں داخل ہوا۔ انکی شٹل سروس انڈین پسنجر ٹرمینل پر لے گئی۔ دفتری کارروائی اور کاغذات چیک ہونے کے بعد جب باہر نکلے تو قادیان کے خدام نے خوش آمدید کہا اور مسیح موعودؑ کے لنگر سے تواضع کی اور ساتھ ہی کھڑی گاڑیوں کے لیے ٹکٹ حاصل کیے اور سوار ہو کر قادیان کے لیے روانہ ہوگئے۔ تمام قافلہ والوں کے دل حمد سے مسرور تھے۔ اس لیے کے صرف تین چار احباب کے علاوہ تمام قافلہ والے پہلی مرتبہ قادیان دیار مسیح موعودؑ میں ہونے والے جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے جارہے تھے۔ جس کے لیے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ’’اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لیے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

یہ قافلہ امرتسر اور پھر بٹالہ پہنچا۔ بتانا مشکل ہے کہ یہ لمحات کس قدر بے چینی اور اضطراب میں گزر رہے تھے کہ قادیان پہنچیں۔ بٹالہ پہنچنے پر تاریخی اوراق آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگے کہ ہم واقعی اسی بٹالہ میں ہیں جہاں سے عاشقان مسیح موعودؑ ریلوے اسٹیشن پر اتر کر پیدل یا پھر تانگہ پر سوار ہو کر دیار مسیح موعودؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ آج ہم قافلہ والے بھی اسی بٹالہ سے گزر رہے تھے اور دل سے دعائیں نکل رہی تھی۔ قادیان سے چند کلومیٹر دور فاصلہ سے منارۃ المسیح نظر آیا یہ نظارہ دیکھتے ہی بے اختیار دل سے دعائیں نکلنا شروع ہوگئیں اور ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ ہم نئی دنیا میں آگئے ہیں۔ تقریباً ساڑھے چار بجے ہماری بس قادیان کی بستی میں جا ٹھہری۔ استقبالیہ والوں کی جانب سے نعرہ ہائے تکبیر اور جلسہ سالانہ قادیان زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی یہ منظر دیکھ کر دل میں شکر کے جذبات ابھرنے لگے اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں کیونکہ ناچیز نے تیس اکتیس سال بعد پہلی مرتبہ نظارہ آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا جو ربوہ میں دیکھتے تھے۔ ہم کس قدر محرومیت کا شکار ہیں۔ یہ منظر دیکھتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر زبان پر جاری ہوگیا۔

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

قادیان کے خدام نے خوب دل کھول کر اللہ اکبر کے نعروں سے خوش آمدید کہہ کر دل کو گرما دیا۔ استقبالیہ کیمپ سے پھر ہم اسی بس کے ذریعے سرائے طاہر پہنچے۔ سرائے طاہر میں احباب جماعت جبکہ نصرت گرلز کالج میں مستورات کا قیام تھا۔ خدام نے جگہ دکھائی اور بستر لگادیئے۔ نماز سے فارغ ہو کر رجسٹریشن کروائی۔ کمپیوٹرائزڈ کارڈ سے اپنے سینوں کو سجایا گیا۔ قیام سرائے طاہر میں تھا۔ صبح نماز تہجد کی ادائیگی کے لیے دیار مسیح موعودؑ کا رخ کیا۔ بیت الفکر میں پہنچ کر دو رکعت نوافل ادا کیے اور مولیٰ کریم کا شکر ادا کیا جس نے ہمیں دیار مسیحؑ تک پہنچنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ زیرلب دعاؤں میں مصروف بیت الریاضت میں بھی دعاؤں کا موقع ملا۔ سانسوں کی تیزی، چشم پر آب سے بیت الدعا میں جانے کی باری آئی۔ پہنچ کر جسم اور دل پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی کہ وہاں سے نکلنے کا دل نہیں کر رہا تھا۔ ناچار چشم پُر آب بیت المبارک میں پہنچ کر نماز تہجد باجماعت ادا کرنے کا موقع ملا۔ فجر کی نماز بیت اقصیٰ میں ادا کی۔ درس قرآن کریم سے مستفیض ہونے کے بعد باہر صحن میں نکلے منارۃ المسیح کا نظارہ قریب سے کیا جس کی روشنی سارے قادیان کو منور کر رہی تھی۔ ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کے والد ماجد کی قبر کی زیارت کی۔ زیرلب دعاؤں اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے دارالمسیح سے باہر نکل کر بہشتی مقبرہ کی زیارت کے لیے چل پڑے۔ بہشتی مقبرہ میں حضرت اقدسؑ کے مزار پر پہنچتے ہی دل کے سب بندھن ٹوٹ گئے آنکھوں سے زار و قطار ساون بھادوں کی جھڑی جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سلام پہنچایا۔ دعا کرنے کا خوب موقع ملا۔ مزار مبارک کے ساتھ وفا کے پروانوں کے مزار پر بھی دعائیں کی جنھوں نے عشق مسیح موعودؑ میں گھر بار لٹایا اور قادیان میں ایسی دھونی ماری کہ پھر قادیان کے ہی ہو کر رہ گئے۔ ان تمام دیوانوں جو خلیفہ وقت کی ندا پر قادیان میں ڈٹ گئے تھے کی بلندی درجات کے لیے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعائیں نکلیں۔

ہمارا یہ قافلہ 21 دسمبر 2014ء کو قادیان پہنچ گیا تھا۔ اس لیے 26 دسمبر سے قبل قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت، دفاتر اور دیگر تاریخی مقامات دیکھنے کا خوب موقع ملا اور مقدس مقامات میں بار بار جانے اور دعائیں کرنے کا موقع ملتا رہا۔ ان مقدس مقامات میں بیت الدعا، بیت الریاضت، بیت الفکر، حجرہ جہاں سرخ چھینٹوں والا نشاں ظاہر ہوا۔ دالان حضرت اماں جان دارالمسیح، تاریخی کنواں، تائی صاحبہ والا کنواں، گول کمرہ، دیوار والی جگہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے چچا زاد بھائیوں نے بیت مبارک جانے سے روکنے کے لیے بنوائی تھی۔ بیت اقصیٰ، مقام خطبہ الہامیہ، منارۃ المسیح، مہمان خانہ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جائے پیدائش اور جائے رہائش، قدیم ڈیوڑھی، جس سے نکلتے ہوئے اس انگریز آفیسر کا سر ٹکرایا جو بغیر کسی نوٹس کے اچانک پنڈت لیکھرام کے قتل کے متعلق دارالمسیح کی تلاشی کے لیے آیا۔ ڈھاب والی جگہ جس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ الوصیت میں کیا ہے۔ بہشتی مقبرہ، مقام بیعت اولیٰ، شہ نشین، مکان حضرت اماں جان، کمرہ جہاں جنازہ سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا تابوت مبارک رکھا گیا۔ کوٹھی دارالسلام تعلیم الاسلام کالج، بیت نور، نور ہسپتال، (نیا اور پرانا) لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مسیح موعودؑ کا آبائی قبرستان، بیت الظفر، بیت الرحمت، بیت الفضل، احمدیہ محلہ، بیت انوار، سرائے طاہر، یادگاری گیٹ خلافت جوبلی، گیسٹ ہاؤس لجنہ اماء اللہ، ماریشس گیسٹ ہاؤس، آسٹریلیا گیسٹ ہاؤس، احمدیہ بورڈنگ، بورڈنگ تحریک جدید (موجودہ خالصہ ہائی سکول) قادیان ریلوے اسٹیشن، احمدیہ لائبریری، نمائش قرآن اور تصویری نمائش جس میں رفقائے حضرت مسیح موعودؑ کی تصاویر دیکھنے کا موقع ملا۔ انجمن احمدیہ کے دفاتر، خدام الاحمدیہ کے دفاتر، سرائے وسیم، ثمر قند ہاؤس اور دیگر دفاتر، جدید لنگر خانہ روٹی پلانٹ جس میں آٹا گوندھنے سے لے کر روٹی پکنے تک کا عمل بذریعہ مشین (پلانٹ) ہوتا ہے۔ سلسلہ کے نظاروں سے تشنہ آنکھوں کی پیاس تھی کہ بجھنے کا نام نہ لیتی تھی۔

26 دسمبر 2014ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ کا آغاز ہوا۔ جلسہ گاہ نئی جگہ پر بنائی گئی تھی۔۔ جہاں 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے تھے اور جلسہ منعقد ہوا تھا۔ وسیع و عریض جلسہ گاہ، جلسہ گاہ کے انتظامات یہ تمام وہ چیزیں تھی جو روحانی پیاسوں کی تسکین کا موجب تھی۔ جن کے لیے روحانی پیاسے تاریخ سے مقررہ تک پہنچنے کے لمحات کس قدر بے چینی اور اضطراب میں گزر رہے ہوتے ہیں۔ دس بجے صبح پرچم کشائی ہوئی دعا کے بعد فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ تلاوت نظم کے بعد افتتاحی خطاب و دعا مکرمی مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے کی۔ دعا کے ساتھ ہی سہ روزہ جلسہ کا آغاز ہوا۔ نماز جمعۃ المبارک جلسہ گاہ میں ادا کی گئی۔ پھر جلسہ سالانہ کے تینوں ایام میں روح پرور اور ایمان افروز تقاریر سے استفادہ کرتے رہے۔ جلسہ پر مذہبی رواداری کا وہ عظیم الشان مظاہرہ دیکھا جو صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا ہی طرہ امتیاز ہے۔ پیار محبت اور یگانیت کا عملی نمونہ انہی کا ورثہ ہے۔ جلسہ سے نہ صرف اکابرین جماعت نے بلکہ دیگر مذاہب، ہندو، سکھ، عیسائی اور دیگر سرکردہ شخصیات نے بھی خطاب کیا اور جماعت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ بھارت کے علاوہ 37 ممالک کے نمائندوں نے جلسہ سالانہ میں اپنے ملکوں کی نمائندگی کی۔ جلسہ میں سب ایک دوسرے سے ایسے مل رہے تھے جیسے مدتوں بچھڑے مل رہے ہوں اور اس کا اظہار نہ صرف زبان سے بلکہ خوشی سے کھلے چہروں سے بھی دکھائی دے رہا تھا۔ 28 دسمبر بروز اتوار سہ پہر مکرمی محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے تمام شاملین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے براہ راست اختتامی خطاب تھا جو مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ میں لگی بڑی سکرین پر سنا اور دیکھا گیا۔ خطاب کے آخر پر حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی عجیب سماں تھا کہ قادیان کے نعرے لندن میں اور لندن سے لگائے جانے والے نعرے قادیان میں سنے جارہے تھے۔ جلسہ کے ایام میں دھند بھی رہی بادل جھکے رہے اور سخت سردی میں عشاق حضرت مسیح موعودؑ نہایت صبر اور وقار سے اس جلسہ کی کارروائی کو سنتے رہے۔ جنھوں نے جلسہ نہیں دیکھا ان کی چشم تصور اس کا نظارہ کرنے سے قاصر ہے۔ جلسہ دیکھنے کی ایک چیز ہوتی ہے کہ روحانی بھوکے سیر ہو کر گھروں کو لوٹتے ہیں۔ اے کاش یہ دن اور یہ جلسے بار بار آئیں جو ہماری اولادوں کو یاد رہ سکیں۔ ہمارے سنانے سے نہیں سمجھ سکتے کہ جلسہ کیا کیا برکات لے کر آتا ہے۔ کاش یہ فضائل ہماری اولادیں دیکھیں اور آئندہ نسلوں کو ان کا آنکھوں دیکھا حال سنانے کے قابل ہوں۔

اس طرح یہ خالص دینی جلسہ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کو جو للّٰہی جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لیے آپ نے کیں، سمیٹتے ہوئے اختتام پذیر ہوا۔ قادیان تو مدتوں رہنے کو جی کرتا ہے اور عرصہ دراز

بقیہ صفحہ 13 پر

مرسلہ: منور علی شاہد (جرمنی)

جوبلی سالانہ جلسہ قادیان 1991کے موقع پر جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات

جلسہ سالانہ قادیان کے سو سال پورے ہونے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قادیان جلسہ سالانہ آمد پر اس سال جلسہ میں شرکت کرنے والوں کا جوش قابل دید تھا، احمدیوں کی پاکستان بھر سے ایک بہت بڑی تعداد جلسہ پر جارہی تھی جس میں مرد و خواتین کے علاوہ بچے اور بوڑھے سبھی شامل تھے۔ اسی طرح بیرون ممالک سے بھی احمدیوں کی کثیر تعداد قادیان جلسہ میں شامل ہونے کے لئے پاکستان پہنچ رہی تھی، اکثریت کی یہ خواہش تھی کہ وہ قادیان جانے سے پہلے ربوہ مرکز کی بھی زیارت کرتے جائیں لہذا قادیان جانے والوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوگیا تھا۔ گویا اس سال دنیا کے کونے کونے سے ہر قوم، ہر نسل اور ہر رنگ کی قوم سے تعلق رکھنے احمدی لاہور پہنچ رہے تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ اسلام نے جلسہ سالانہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ ’’اس جلسہ کومعمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔۔۔۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں‘‘۔ (اشتہار، سات دسمبر (1892ء)۔ اس سال مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے کندھے پر خدمت خلق کی زیادہ ذمہ داری آن پڑی تھی اور مجلس خدام احمدیہ لاہور کی قیادت محترم عبدالحلیم طیب صاحب (حال مقیم کینیڈا) کے ہاتھوں میں تھی، جبکہ علاقہ لاہور کے قائد مکرم محمد اسلم بھروانہ صاحب (شہید دارالذکر 28 مئی 2010ء) تھے جو کہ ریلوے میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے ان کے ذریعے مہمانان مسیح موعود کی سہولیات کے ایسے ایسے سامان پیدا کر دیئے تھے کہ جن کو دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا تھا، پلیٹ فارم پر جملہ خدام کو ہر طرح کے دیگر انتظامات میں مکمل رسائی حاصل تھی جو محترم اسلم بھروانہ صاحب شہید کی محکمہ میں شاندار شہرت اور کارکردگی کے باعث تھی، ریلوے کے تمام افسران اور سٹاف نے ان کی نیک نامی اور قابلیت کی بنا پر ناقابل یقین حد تک تعاون کیا تھا1991ء میں لاہور کی تمام ذیلی تنظیموں، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ لاہور نے یک جان ہو کر نظام جماعت کی کامل اطاعت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی، دعاؤں اور خصوصی نوافل کے ساتھ ہر خادم، ناصر، لجنہ ء اور طفل نے اپنا اپنا حصہ ڈالنے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔ انہی دنوں میں مہمانان مسیح موعودؑ کی خدمت کرنے کے ایسے ایسے ایمان افروز واقعات رونما ہوئے جو صرف جماعت احمدیہ ہی کے اندر ممکن ہو سکتے ہیں، قادیان کے مہمانوں کی خدمت کا یہ عالم اور جنون تھا کہ ان دنوں تھکاوٹ نام کی کوئی چیز نہیں تھی، نوکریوں، ملازمتوں، دفاتر اور تعلیمی اداروں سے چھٹیاں لے رکھی تھیں کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے حضرت

جلسہ سالانہ قادیان 1991 کے لئے روانگی سے قبل ریلوے اسٹیشن لاہور کی ایک یادگار تصویر جلسہ (ادارہ)

مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے۔ اس وقت کے امیر لاہور مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب ذاتی طور سبھی معاملات کی نگرانی کر رہے تھے، افراد خاندان اقدس مسیح موعودؑ، ربوہ کی صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان اور انجمن تحریک جدید کے وکلاء صاحبان کی آمد اور روانگی کے حوالے سے لاہور میں سکیورٹی اور دیگر خصوصی انتظامات کئے گئے تھے، اسی طرح بیرون ممالک سے آنے والے مہمانوں کے بارے میں بھی امیر لاہور مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب ذاتی طور پر نگرانی کرتے تھے اور ان کے شیڈول سے آگاہ رہتے تھے اور ان کے پاسپورٹس کی حفاظت کے بارے میں خصوصی ہدایات دے رکھی تھیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی ٹیمیں طے شدہ شیڈول کے مطابق تمام معزز مہمانوں کا استقبال کر کے ان کو انکی رہائش گاہوں تک پہنچاتی تھیں۔ دارالذکر میں دفتر خدام الاحمدیہ چوبیس گھنٹہ کھلا رہتا تھا اور ممبران ضلعی عاملہ اور مقامی مجلس کے خدام ہر وقت ڈیوٹی پر موجود رہتے تھے۔ الحمد للہ اس تاریخی اور یادگار سال کے موقع پر قادیان جلسہ پر جانے اور پھر وہاں سے آنے والے حضرت مسیح موعود کے مہمانوں کے لئے 16دسمبر 1991ء سے لے کر 3جنوری 1992ء تک چوبیس چوبیس گھنٹے مختلف مقامات پر ڈیوٹیاں ادا کی گئیں۔ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی مشاورت اور منصوبہ بندی کے بعد مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی منظوری سے لاہور میں درج ذیل استقبالیہ سنٹر قائم کر دیئے گئے تھے جن میں کڑک ھاؤس، لاہور ائیر پورٹ، دارالذکر، واہگہ بارڈر، ریلوے اسٹیشن اور ماڈل ٹاؤن شامل تھے، پاکستان بھر سے آنے والے مہمانوں کو ان کے پروگرام کے مطابق ان سنٹرز پر لے جایا جاتا تھا، قریبی شہروں کے مہمان سیدھے بارڈر یا ریلوے اسٹیشن پر جاتے تھے لیکن دور کے شہروں والے مہمان ایک یا دو دن لاہور میں قیام کرتے تھے۔ مہمان نوازی کے ان اجتماعی سنٹروں کے علاوہ مہمانوں کو انفرادی طور پر بھی گھروں میں ٹھہرایا گیا تھا جس کے لئے مقامی میز بانوں کی لسٹیں پہلے ہی تیار کر لی گئیں تھیں۔ ان مہمان نوازی کے سنٹرز کے علاوہ دو اور اہم کام بھی خدام الاحمدیہ کے ذمہ تھے ان میں ایک احباب کو پاسپورٹس کی ترسیل اور دوسرا بوقت ضرورت طبی امداد کی فراہمی۔ ہر سنٹر میں ایک استقبالیہ اور رجسٹریشن سنٹر بھی قائم تھا جہاں مہمانوں کا سامان سمیت اندراج ہوتا تھا۔ دارالذکر، ماڈل ٹاؤن یا کڑک ہاؤس پہنچنے پر مہمانوں کا سامان گاڑیوں سے اتارا جاتا تھا، بعد ازاں رہائش کمیٹی کی مدد سے مہمانوں کو ان کے کمروں تک پہنچایا جاتا تھا اور آمد پر طعام کمیٹی کے معاونین ان کو کھانا اور چائے پیش کرتے تھے، طبی امداد کے کیمپ میں ڈاکٹرز اور طبی معاونین چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر موجود رہتے تھے۔ ٹرانسپورٹ کمیٹی کی توسط سے مہمانوں کو سنٹرز یا انفرادی گھروں میں پہنچایا جاتا تھا۔ واہگہ بارڈر اور ریلوے اسٹیشن لے جانے کا انتظام بھی ٹرانسپورٹ کمیٹی کے سپرد تھا۔ اسی طرح قادیان روانگی سے قبل پاسپورٹ بھی مکمل اور ضروری کاروائی کے بعد مہمانوں کو دیئے جاتے تھے یہ ایک اہم اور نازک ذمہ داری تھی جس کو احسن طریق سے نبھانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

ریلوے اسٹیشن۔ یہاں کام کی نوعیت کچھ مختلف تھی چونکہ گاڑیوں کی پارکنگ اور انڈیا کے پلیٹ فارم کے دوران کافی فاصلہ تھا لہذا خدام اسٹیشن سے باہر آنے والا سامان اٹھاتے اور پلیٹ فارم پر لاتے اور پھر وہاں سے کلئیر کرواکر سامان اٹھا کر گاڑی کے ڈبوں کے اندر تک پہنچاتے تھے اور یہاں خدام کی تعداد سب سے زیادہ رہی تھی اور صحت مند خدام ہی اس ڈیوٹی کے لئے منتخب کئے گئے تھے، دیگر سنٹرز کی طرح ریلوے اسٹیشن پر بھی گرم چائے اور طعام کا انتظام ہوتا تھا، فوری طبی امداد کا کیمپ بھی چوبیس گھنٹے کھلا رہتا تھا۔ الہام حضرت مسیح موعودؑ ’’تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں‘‘ کا مصداق لاہور کا ہر وہ احمدی جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیاوی عزت دے رکھی تھی، وہ بھی مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کرنے کو بے چین نظر آتا تھا۔ محترم عبد الحلیم طیب صاحب حال مقیم کنیڈا بیان کرتے ہیں کہ ’’محترم شیخ منیر احمد صاحب سیالکوٹ میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تھے لیکن ان دنوں لاہور میں تھے، اور وہ خود بسوں کی چھتوں پر قادیان کے مہمانوں کا سامان رکھا کرتے تھے، بعد میں وہ لاہور کے امیر بن گئے تھے اور 28 مئی 2010 کو دارالذکر پر حملہ کے دوران شہید ہو گئے تھے، اسی طرح جنرل ریٹائرڈ ناصر احمد صاحب شہید ماڈل ٹاؤن، مکرم راجہ غالب احمد صاحب مرحوم اور مکرم عبد المالک صاحب مرحوم بھی انہی دنوں مکرم امیر صاحب کی رہنمائی میں مہمانوں کی خدمت میں مصروف تھے۔ مکرم عبد الحفیظ گوندل صاحب سابق قائد علاقہ لاہور جو پی اینڈ ڈی کے محکمہ سے چیف انجینئر کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہو کر آج کل کینیڈا مقیم ہیں نے بتایا کہ ’’منور احمد قیصر صاحب جوبلی جلسہ سالانہ قادیان کی دسمبر میں ڈیوٹی کے دوران صبح سویرے کراچی سے آنے والی ٹرین اور قادیان جانے والی ٹرین کے تمام مسافروں کو سبز الائچی والی گرم گرم چائے پلایا کرتے تھے اور انہوں نے یہ ڈیوٹی انتہائی خلوص اور محبت کے ساتھ ادا کی تھی اور وہ بالکل نہ آرام کرتے تھے نہ ہی اپنی دوکان کی فکر کرتے تھے، بعد میں اسی جذبہ کے ساتھ دارالذکر کے گیٹ پر سیکورٹی ڈیوٹی ادا کرتے انہوں نے 28 مئی کو شہادت کا رتبہ پایا تھا۔ جلسہ قادیان کے اختتام پر سامان اٹھانے اور باہر لانے کے علاوہ دوسرے اضلاع کے احباب کے لئے بسوں اور ویگنوں کے انتظامات کئے گئے یوں ٹرانسپورٹ کمیٹی نے اس ذمہ داری کو احسن طریق سے نبھانے کی کوشش کی۔ ان دنوں میں دوسرے شہروں سے آنے والے مہمانان مسیح موعودؑ ان خدام، اطفال اور انصار کے لئے دعائیں بھی کرتے رہے تھے، خدمت کے ذوق اور شوق کا ایک عجب سماں تھا جو اس موقع پر نظر آتا تھا۔

بقیہ صفحہ 17 پر

مرسلہ: سلیمہ قمر

مستورات کے چند قابل ذکر سالانہ جلسے

1891ء کا سال جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وہ سال ہے جب ایک اور انقلابی و روحانی دور کا آغاز ہوا۔ اس سال بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا۔

انعقاد کے تیئس سال تک کچھ مستورات جلسہ سالانہ پر حاضر ہوتی رہیں۔ لیکن خواتین کے جلسہ سالانہ کا باقاعدہ کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مبارک عہد امامت کے پہلے سال خواتین کا باقاعدہ جلسہ منعقد ہوا۔ گو اس جلسہ کا پروگرام کافی مشتہر نہ ہو سکا۔ باوجود اس کے 400 کے قریب مستورات نے شرکت کی۔ اس پہلے اہم اور قابل ذکر جلسے میں 100 کے قریب مستورات نے بیعت کی۔ 1916ء کے جلسہ میں آنے والی مستورات کے لئے اعلان کیا گیا کہ اس سال مستورات حضرت اماں جانؓ اور حضرت امام جماعت احمدیہ اولؓ کے گھر ٹھہریں تا کہ اجتماعی فوائد کے علاوہ اماں جانؓ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ صاحبہ حرم حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ اور اہل خانہ حضرت امام جماعت احمدیہ اولؓ کی پاک صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع بھی حاصل رہے۔ 1917ء کا جلسہ سالانہ مستورات اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ یہ پہلا جلسہ تھا جس کا الگ انتظام کیا گیا۔

1920ء کے جلسہ سالانہ میں مستورات کے لئے علیحدہ انتظام بیت الاقصیٰ قادیان میں کیا گیا۔ مردانہ پنڈال میں بھی برعایت پردہ ایک مختصر سا حصہ قناتیں لگا کر عورتوں کے لئے مخصوص کیا گیا اس جلسہ میں عام عورتوں کو داخلے کی اجازت نہ تھی۔ بلکہ صرف وہ مستورات جو حضرت امام جماعت احمدیہ کے علمی مضامین کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھیں انہیں باقاعدہ ٹکٹ لے کر شامل ہونے کی اجازت تھی۔

1922ء کا سال اس لحاظ سے قابل ذکر اور اہم ثابت ہوا کہ اس سال مستورات کی عظیم اور عالمگیر تنظیم لجنہ اماء اللہ قائم کی گئی۔ اس تنظیم نے احمدی مستورات کے اندر انقلابی تبدیلی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس سال جلسہ سالانہ لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام نہایت کامیابی سے منعقد کیا گیا۔ لجنہ اماء اللہ کی بناء امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب کے بابرکت ہاتھوں سے رکھی گئی۔

1923ء کے جلسہ سالانہ میں کارکنات کا نقشہ پہلی بار چھاپ کر تقسیم کیا گیا۔ مہمان خواتین کو تین مقامات پر ٹھہرایا گیا۔ دار حضرت بانی سلسلہؑ دار حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الاولؓ اور مکان محترم گل محمد صاحب اس جلسہ میں چندہ کی تحریک کی گئی۔ دوران تحریک ہی احمدی مستورات نے اپنے زیورات اور نوٹ چندہ میں دینے شروع کر دیئے۔ اسی طرح ایک نیک اور بابرکت روایت کی بناء پڑی۔ قربانی کی یہ روایت آج بھی اسی طرح زندہ جاوید ہے۔ 40 طلائی اور 12 نقرئی زیورات کے علاوہ چھ سات سو روپیہ اسی وقت جمع ہو گیا۔

1924ء کے جلسہ میں لجنہ اماء اللہ کی سالانہ رپورٹ پیش کرنے کے علاوہ حضرت امۃ الحئی صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بلندی درجات کے لئے دعا بھی کی گئی۔ آپ 11 نومبر 1924ء کو وفات پا گئیں تھیں۔

1926ء میں مستورات کا جلسہ قادیان کے مشرقی جانب پختہ پل کے قریب بسراؤں کو جانے والی سڑک کے قریب ایک وسیع جگہ منعقد کیا گیا پونے دو سو کے قریب مستورات نے تجدید عہد (بیعت) کیا اس سال پہلی بار مستورات کے لئے دستکاری نمائش کا اہتمام کیا گیا۔

1928ء میں ریل کی سہولت کے باعث مستورات کثرت سے آئیں۔ 26 دسمبر کو جگہ کی قلت محسوس کر کے راتوں رات چٹائیوں کے ذریعہ باپردہ احاطہ میں وسعت پیدا کی گئی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی نے باوجود علالت کے مستورات سے خطاب فرمایا اور قیمتی نصائح سے نوازا، فرمایا:۔

’’اگر پہلے تم نے اپنی حالت میں تبدیلی نہیں کی تو اب حالت میں تغیر پیدا کرو۔ کسی کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھو، دکھ میں شامل ہو۔ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ شخص بڑی (عبادت کرتا) ہے۔ اس کا (عبادتیں کرنا) کب فائدہ دیتا ہے جبکہ اس کا وجود ان کے لئے فائدہ مند نہ ہو پس اپنی زندگی اور وجود کو مفید بناؤ‘‘۔

بارش کی وجہ سے 28 دسمبر دوپہر دو بجے کے بعد جلسہ ختم کرنا پڑا۔ 1929ء کے جلسے میں مستورات میں حضرت امام جماعت نے خواتین کو مختلف علوم سیکھنے اور ہر جگہ لجنہ اماء اللہ کے قیام کی طرف توجہ دلائی۔ چونکہ اس جلسہ میں ایک بات ’وراثت رواج‘ کے بارے میں پیش ہونے والے قانون کے متعلق احمدی مستورات سے اپیل کرنا تھی کہ وہ بھی اس حق کے حاصل کرنے کے لئے اپیل کریں۔ اس لئے 30 دسمبر کے جلسہ کے لئے اعلان کیا گیا کہ یہ جلسہ صبح 10 بجے سے 12 بجے دن تک منعقد ہو۔ اس میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ مسئلہ پیش کیا۔

1932ء کے جلسہ میں حاضری گزشتہ جلسوں کی نسبت اتنی زیادہ تھی کہ باوجودیکہ جلسہ گاہ کی اصلاح کی گئی اور سٹیج کے دونوں طرف گیلریاں بنائی گئیں لیکن پھر بھی جلسہ گاہ ناکافی ثابت ہوا چنانچہ حضرت صاحب نے قادیان کی خواتین کو واپس بھجوایا تا کہ باہر سے آنے والی خواتین جلسہ سن سکیں۔ نیز ہدایت فرمائی کہ خواتین کے لئے جلسہ گاہ ہر سال بڑھائی جائے۔ لاؤڈ سپیکر کی ہدایت بھی فرمائی۔

1934ء میں زنانہ جلسہ گاہ کی توسیع کی گئی۔ عارضی قناتیں لگا کر باقاعدہ راستے اور دروازے بنائے گئے۔ جلسہ گاہ کے انتظام کے لئے منتظمہ جلسہ گاہ، منتظمہ سٹیج، منتظمہ بیعت، منتظمہ نمائش، منتظمہ ٹکٹ، منتظمہ تقسیم ٹکٹ، منتظمہ استقبال کے علاوہ رپورٹر اور انسپکٹر مقرر کی گئیں۔

لجنہ کے قیام کے بعد پہلی مرتبہ جلسہ گاہ کے انتظام کو اتنے تنظیمی طور پر سرانجام دیا گیا۔

1936ء میں پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر استعمال کیا گیا۔ قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے منتظمین کو خواتین کی طرف سے موصول ہونے والی شکایت کی طرف متوجہ کیا کہ ان کی جلسہ گاہ میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام نہیں کیا گیا آپ نے ہدایت فرمائی آئندہ سال مستورات کے جلسہ گاہ میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا جائے آپ کی اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اگلے سال یعنی 1937ء میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام زنانہ جلسہ گاہ میں بھی کر دیا گیا۔ 1939ء کا جلسہ سالانہ دور خلافت احمدیہ ثانیہ کی جوبلی کے طور پر منایا گیا۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب نے احباب جماعت کے سامنے حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد مبارک کے 25 سال پورے ہونے پر خدا تعالیٰ کے شکر کی ادائیگی کے لئے 1939ء کے سال کو جوبلی کے طور پر منانے کی تجویز رکھی۔ چنانچہ جلسہ کے لئے 4 دن رکھے گئے۔ حضرت صاحب نے اس موقع پر لوائے احمدیت لہرایا اور زنانہ جلسہ گاہ میں آ کر لجنہ اماء اللہ کا علم بھی لہرایا۔

27 دسمبر کو حضرت صاحب زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور مستورات سے خطاب فرمایا۔ تقریر سے پہلے حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ نے حضرت صاحب کی خدمت میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے تہنیت نامہ پیش کیا۔ حضرت صاحب نے عورتوں کو نصیحت فرمائی کہ جو حقوق اللہ نے انہیں دیئے ہیں انہیں یاد رکھو۔ حضرت صاحب کی تقریر ابھی جاری تھی کہ دو انگریز نو احمدی خواتین تشریف لائیں۔ حضرت صاحب نے اپنا خطاب روک کر انہیں ایڈریس پیش کرنے کا موقعہ دیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے انگریز نو احمدی خواتین تشریف لائیں۔ اس جلسہ کے موقعہ پر لجنہ کی طرف سے حضرت صاحب کی خدمت میں ایک گھوڑی اور قلم کا تحفہ پیش کیا گیا۔

دسمبر 1940ء میں کی گئی تمام تقاریر مستورات نے کیں۔ یہ پہلا موقعہ تھا جب زنانہ جلسہ گاہ کے سٹیج سے کسی مرد نے تقریر نہیں کی۔ مستورات کی تقاریر کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عنوان	اسمائے گرامی
امامت ثانیہ میں عورتوں کی دینی خدمت	محترمہ امتہ الرشید بنت مرزا برکت علی صاحب
تعلیم سے ناجائز فائدہ اٹھانا	محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ شیر محمد صاحب
حضرت بانی سلسلہ کی بعثت اغراض و مقاصد	محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ بنت مولوی ابو العطاء صاحب
تمدن اسلام	محترمہ سیدہ فضیلت بیگم صاحبہ
احمدی لڑکیوں کو علم دین سکھانے کی اہمیت	محترمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ
ہمارے جلسہ سالانہ کی اہمیت	محترمہ رشیدہ صدیقی صاحبہ
رپورٹ لجنہ اماء اللہ	حضرت ام طاہر صاحبہ، خطاب حضرت مریم صدیقہ صاحبہ (چھوٹی آپا)

1941ء میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے پچاس سال پورے ہوئے۔ حضرت صاحب کی تقاریر کے علاوہ تمام پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے سنا گیا۔ آخری دن حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ (قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث) اور حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے تقاریر کیں۔ زنانہ جلسہ گاہ میں 27 دسمبر کو تقریر کرتے ہوئے حضرت صاحب

نے فرمایا:

’’طیبہ کے معنی خوش شکل، خوشبودار اور خوش ذائقہ اور شیریں کے ہوتے ہیں اور یہی چار باتیں ہیں۔جن کا (صاحب ایمان) کے اندر پایا جانا ضروری ہے۔تمہارا ایمان بھی خوش شکل، خوشبودار ہو۔دین پر ایسا ہو جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔تمہاری باتیں ایسی شیریں ہوں جو دل سے تعلق رکھیں اور جن سے حلاوت ایمان نصیب ہو‘‘۔

1945ء کے سالانہ جلسہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ علالت طبع کے باعث زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف نہ لا سکے جبکہ 1946ء میں حضرت کا افتتاحی خطاب لاؤڈ سپیکر کی خرابی کے باعث زنانہ جلسہ گاہ میں نہ سنایا جاسکا۔یہ جلسہ متحدہ ہندوستان کا آخری سالانہ جلسہ ثابت ہوا۔28دسمبر کو بارش کی وجہ سے زنانہ جلسہ گاہ کا پروگرام ملتوی کر دیا گیا۔

خدا تعالیٰ کی تقدیر کے باعث 1947ء میں مسلمانان ہند کی طویل جدوجہد کے نتیجہ میں ملک کی تقسیم ہوئی۔ اس تقسیم کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز قادیان ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔1947ء میں قادیان میں جلسہ سالانہ حسب روایت 26-27-28دسمبر کو بیت الاقصیٰ میں منعقد ہوا۔لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ جب حضرت امام جماعت احمدیہ ملکی وسیاسی مشکلات کے باعث جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔ ناساعد حالات کے باعث پاکستان کے علاوہ ہندوستان کے علاقوں سے بھی کوئی احمدی شریک نہ ہو سکا۔

درویشان قادیان نے ظلمت کے اس دور میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جلائی ہوئی شمع کو روشن رکھا۔اس طرح قادیان میں جلسہ سالانہ کا انعقاد باقاعدگی سے ہوتا رہا۔اور اب بھی ہو رہا ہے اور اللہ نے چاہا تو ہمیشہ ہوتا رہے گا۔حضرت صاحب نے خدائی تحریک کی بناء پر 12دسمبر 1947ء کے خطبہ میں اعلان فرمایا کہ:

’’26دسمبر کو نمائندگان جماعت کی مشاورت ہوگی اور 27-28 دسمبر کو لاہور میں جماعت احمدیہ کا ظلّی جلسہ سالانہ ہوگا۔1948ء کے اس جلسہ میں مستورات اور بچوں کو حالات کی وجہ سے شرکت کی ممانعت تھی۔لیکن حضرت صاحب نے اعلان فرمایا کہ مجلس مشاورت 1948ء کے ساتھ ایک دن بڑھا دیا جائے تاوہ عورتیں اور بچے جو اس موقعہ پر نہ آسکے تھے فائدہ اٹھائیں۔

1948ء میں پاکستان میں نئے عالمی مرکز سلسلہ کی بناء ربوہ میں رکھی گئی ۔

1949ء کا سالانہ جلسہ احمدیت کی تاریخ کا ستاون واں جبکہ ربوہ میں منعقد پہلا جلسہ تھا۔ زنانہ جلسہ گاہ میں خطاب کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ یہ جلسہ تقریروں کا نہیں دعاؤں کا ہے۔

پاکستان بننے کے بعد 1949ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر پہلی بار لجنہ اماء اللہ کی صنعتی نمائش قادیان کی طرح ربوہ میں لگائی گئی۔اس سال پہلی مرتبہ مستورات کے لئے لنگر خانہ کا علیحدہ انتظام بھی کیا گیا جو بہت کامیاب ثابت ہوا۔27دسمبر رات کو لجنہ اماء اللہ کی چوتھی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

1953ء میں حضرت صاحب کی تینوں تقاریر مردانہ جلسہ گاہ سے سنی گئیں۔حضرت صاحب اس دفعہ مستورات سے علیحدہ خطاب نہ فرما سکے چنانچہ مردانہ جلسہ گاہ سے ہی تقریر فرماتے ہوئے درج ذیل تین تحریکیں پیش فرمائیں:

1۔جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کے شائع کرنے کے لئے اخراجات (مستورات) اپنے ذمہ لیں جس کے بارے میں حضرت صاحب نے فرمایا ترجمہ ہو چکا ہے۔

2۔پڑھی لکھی عورتیں تمام کی تمام یہ عہد کریں کہ اپنے اپنے وطن جاکر کم از کم ایک یا دو ناخواندہ بہنوں کو ضرور تعلیم دیں گی۔

3۔زائد آمدنی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔اگر غریب ہو تو اس کا ایک حصہ اور امیر ہونے کی صورت میں ساری ساری زائد آمدنی بطور چندہ پیش کر دو۔

1961ء کے جلسہ میں پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ مستورات کا افتتاح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے کرنا تھا مگر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی وفات کی وجہ سے آپ تشریف نہ لا سکیں۔جو 26 دسمبر 1961ء کو وفات پا گئے تھے۔آپ تیسرے دن تشریف لائیں اور مستورات سے خطاب فرمایا۔

1964ء میں خلافت ثانیہ کے پچاس سال پورے ہونے پر حضرت صدر لجنہ کی تحریک پر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ڈنمارک میں بیت الذکر کی تعمیر کے لئے 2لاکھ روپے فراہم کرنے کا عزم کیا گیا۔یہ جلسہ خلافت ثانیہ کے بابرکت دور کا آخری جلسہ تھا۔7،8نومبر 1965ء کی درمیانی شب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ کے فرزند ارجمند امام جماعت احمدیہ الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب وفات پا گئے۔

8نومبر 1965ء کو حضرت حافظ مرزا ناصر احمدؒ صاحب مسند امامت پر متمکن ہوئے۔دورِ خلافت ثالثہ کا پہلا، جماعت احمدیہ کی تاریخ کا چوہتر واں جلسہ سالانہ 19،20،21دسمبر 1965ء میں ہوا۔

مستورات کا جلسہ احاطہ لجنہ ہال میں منعقد ہوا۔حضرت مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ پاکستان اور حضرت مہر آپا صاحبہ کے خطاب بذریعہ ٹیپ ریکارڈ سنے گئے۔حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اختتامی خطاب فرمایا۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کا 1979ء میں منعقد ہونے والا جلسہ سالانہ اس لحاظ سے یادگار قابل ذکر ہے کہ یہ چودھویں صدی ہجری کا آخری سالانہ جلسہ سالانہ تھا جو 26،27،28دسمبر کو منعقد ہوا۔مستورات کے جلسے کا انعقاد دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں ہوا۔اس سال امریکہ، مشرقی افریقہ، انگلستان، انڈونیشیا، سنگاپور، نائجیریا، ماریشس اور یورپ سے آنے والی 47 نمائندہ خواتین نے جلسہ میں شرکت کی۔

26،27،28دسمبر 1980ء کا جلسہ پندھوریں ہجری کا پہلا جلسہ تھا۔غیر ملکی 51وفود نے جلسہ میں شرکت کی۔ انڈونیشین اور انگریزی زبان میں جلسہ کی کارروائی کا براہ راست ترجمہ کا انتظام کیا گیا۔1981ء کا جلسہ خلافت ثالثہ کا آخری جلسہ تھا۔ 8،9جون 1982ء کی درمیانی شب حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ وفات پا گئے۔

10جون 1982ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ صاحب مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔

دورِ رابعہ کا پہلا جلسہ 26،27،28دسمبر 1982ء میں منعقد ہوا۔یہ جماعت احمدیہ عالمگیر کا نوے واں سالانہ جلسہ تھا۔اگرچہ مستورات کا جلسہ عقب خلافت لائبریری میں ہوا مگر 28دسمبر کو بارش کی وجہ سے بیت المبارک میں انعقاد کیا گیا۔خطاب سے قبل حضرت صاحب نے تعلیمی منصوبہ کی آٹھویں تقریب میں 6طالبات کو تمغے عطا فرمائے۔

26،27،28دسمبر 1983ء میں پہلی بار 27 دسمبر کو حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خواتین سے زنانہ جلسہ گاہ میں براہ راست خطاب مردانہ جلسہ گاہ میں بھی سنا گیا۔1984ء میں پہلی بار حکومت پاکستان کی طرف سے اجازت نہ ملنے کے باعث جلسہ ملتوی کر دیا گیا۔لیکن ان دنیاوی رکاوٹوں کے باوجود جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے پورے آب و تاب سے منعقد ہوتا چلا آ رہا ہے۔برطانیہ کے علاوہ دنیا کے کونے کونے میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے عظیم الشان اور روح پرور جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے۔اور اللہ نے چاہا تو ہمیشہ جاری رہے گا۔آمین

اخلاق کامل

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ تو خلق عظیم پر ہے۔اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول وعرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ وشمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامّہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجے کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا وکان فضل اللہ علیك عظیما ۔یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب 45میں آنحضرت ﷺ کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطّر کیا۔‘‘

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد 1 ص 606)

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ہماری فتح قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ نازِ ایمان و اعتقاد ہوتے، تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔ تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہو گی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہو گی۔ اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تأسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 386 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یہاں ایک وضاحت بھی کر دوں کہ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حدیث کو ترک کرو اور قرآن کو پڑھو۔ لیکن دوسری جگہ فرمایا ہے کہ احادیث اگر قرآن کریم کے تابع ہیں تو ان کو لو اور دوسریوں کو ردّ کرو صرف احادیث کے اوپر نہ چلو۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 454)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس آج بھی ہماری فتح قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور احمدیت کے غلبہ کے نظارے ہمارے نزدیک تر کرے۔

(خطبہ جمعہ 11/ ستمبر 2009ء)

(الفضل انٹرنیشنل جلد 16 شمارہ 40 مورخہ 2 اکتوبر تا 8 اکتوبر 2009ء صفحہ 5 تا صفحہ 8)

مرسلہ: ابن مقبول احمد ظفر (مرحوم)

قادیان ایک یادگار سفر

پانچ سال پہلے کی بات ہے 2015ء میں جب میں اپنے گھر والوں کے ساتھ قادیان جلسہ پر گیا تھا۔ ایک احمدی کی زندگی میں قادیان کا جلسہ سچ میں بہت یادگار رہ جاتا ہے کیوں کہ اس جلسے کی بدولت ہمیں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ کہاں کہاں سے لوگ صرف اس لیے کہ وُہ اس پاک زمین جس پر ہمارے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نزول ہوا دیکھ سکیں اس جلسے کے لیے آتے ہیں، اس سال بھی دُنیا کے ہر کونے سے لوگ آئے تھے۔ مجھے بہت سے لوگوں کو ملنے کا موقع ملا۔

میں اُس وقت چونکہ اپنی فیملی کے ساتھ گیا تھا تو ہم اکٹھے ایک گھر میں رہے تھے۔ وہاں کی ہوا ہی تبدیل تھی۔ وہاں کی ہوا انسان کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔ وہ انسان کو اللہ کے قریب کر دینے والی ہوا ہے۔ وہاں انسان کا دل کرتا ہے کے وُہ صبح اٹھے گرم بستر چھوڑے اور وضو کر کے اللہ کی عبادت شروع کر دے۔ جلسہ نام ہی اس چیز کا ہے اور قادیان جا کر عبادت کا اپنا ہی مزہ ہے۔ وُہ صبح تہجد کے لیے اٹھنا۔ وُہ مسجد مبارک جانا اور سب کی کوشش ہونا کہ کاش امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملے۔ میری یہ کوشش ہوتی تھی کہ ہو سکے تو مسجد کے پرانے حصے میں نماز پڑھنے کا موقع ملے۔ اُس محراب کے پیچھے جہاں کبھی حضرت مسیح موعودؑ نے نماز پڑھائی اور اس جگہ بیٹھ کر جمعہ پڑھا جائے جہاں کبھی حضور نے خطبہ الہامیہ دیا تھا۔ اور یہ خواہش تقریباً پوری بھی ہوئی کچھ اس طرح کہ جمعہ کے روز جو ہمارا قادیان میں آخری جمعہ تھا۔ چونکہ ہر سرائے میں خطبہ جمعہ سنا جاتا تھا اور ہم سرائے میں نہیں رہ رہے تھے تو ہم مسجد مبارک آ گئے اور وہاں بیٹھ کر خطبہ سنا۔ بہت زیادہ مزہ آیا۔

وہاں کا کھانا تو بہت ہی زبردست تھا کہ تعریف کے قابل۔ لنگر کی دال، ساتھ لنگر کی روٹی ہر آنے جانے والے کو یاد ہو گی اور وہاں کے لوگوں کی مہمان نوازی نے دل جیت لیا۔ پتہ لگتا تھا کے ہم مہدی کے شہر میں آئے ہیں۔ وُہ سفر قادیان بہت یادگار تھا۔

جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا کہ ہر شہر ہر ملک سے بہت زیادہ لوگ آئے تھے۔ میں نے وہاں جلسہ کے آخری دن حضور کے اختتامی خطاب کے بعد باہر سے آنے والے لوگوں کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں اور میرے بھائی شعور احمد نے بھی میرے پاس اُن یادگار لمحات کی ہر تصویر تو نہیں ہے لیکن یہ کچھ یادیں ہیں جو میں آپ سب سے شیئر کرنا چاہتا ہوں۔

اُس جلسہ میں سچ میں بہت مزا آیا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی توفیق دے کہ آپ قادیان جائیں اور اپنے ساتھ بہت یادگار لمحات لے کر واپس آئیں۔ آمین

یہ جلسہ ہمارا یہ دن برکتوں کے
خدا کی عنایت اور شفقتوں کے

طلوع وغروب آفتاب

26 دسمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:35	17:46
مدینہ منورہ	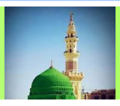	05:40	17:41
قادیان		06:00	17:32
ربوہ		05:39	17:12
اسلام آباد ٹلفورڈ	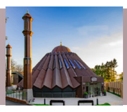	06:37	16:01